http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۷ ۔ ۶ تا ۱۲ محرم ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ اپریل ۱۹۹۹ء ۔ شمارہ نمبر ۴۸

جوابِ آغاز

منکرینِ حدیث کے جواب میں

حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

ہفتۂ شہدائے ختمِ نبوت

مرکزی ناظمِ اعلیٰ اور شاہینِ ختمِ نبوت کا دورۂ سندھ

امیرِ شریعتؒ

عزمِ آہن گداز

اور

قلبِ گریہ بار

کا حامل

سن ہجری کا آغاز

اور ہماری ذمہ داریاں

قیمت : ۵ روپے

منافق کی تین نشانیاں :

س…… میں یہاں ایک حدیث نبوی ﷺ کا ترجمہ : بحوالہ بخاری مسلم درج کرنا چاہتا ہوں "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا" منافق کی تین نشانیاں ہیں : بات کرے تو جھوٹ بولے ' وعدہ کرے تو خلاف وعدہ کرے ' کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے ' چاہے وہ شخص روزہ رکھتا ہو ' نماز پڑھتا ہو اور اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔" اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس شخص میں یہ تینوں خصوصیات بدرجہ اتم ہوں ؟

ج…… منافق دو قسم کے ہیں۔ ایک منافق اعتقادی جو ظاہر میں مسلمان ہو اور دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان ہی نہ رکھتا ہو۔ دوسرا منافق عملی ' یہ وہ شخص ہے جو اللہ و رسول کو مانتا ہے اور دین اسلام کا عقیدہ رکھتا ہے لیکن کام منافقوں والے کرتا ہے۔ مثلاً جھوٹ بولنا ' وعدہ خلافی کرنا ' امانت میں خیانت کرنا ' اس حدیث پاک میں اس دوسری قسم کے منافق کا ذکر ہے اگرچہ مسلمان ہے ' نماز روزہ کرتا ہے ' مگر اس کا کردار منافقانہ ہے۔ جس شخص کا آپ نے ذکر کیا ہے اگر اس میں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں تو حدیث پاک کی وعید اس کو شامل ہے کہ اس کا کردار منافقوں والا ہے۔ مگر اس کو مطلقاً منافق کہنا جائز نہیں۔ جیسا کہ کوئی شخص کافروں والے عمل کرتا ہو تو اس کو مطلقاً کافر کہنا جائز نہیں۔

غیبت کی سزا :

س…… کیا غیبت کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں ' میں نے سنا ہے کہ جس آدمی کی غیبت کی جاتی ہے غیبت کرنے والا گناہگار ہو جاتا ہے ' مگر جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کیا جس کی غیبت کی جاتی ہے واقعی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں ؟

ج…… غیبت کرنے والے سے اس کی نیکیاں لے کر جس کی غیبت کی گئی ہو اس کو دلائی جائیں گی ' اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو جس کی غیبت کی گئی اس کے گناہ غیبت کے بقدر اس پر ڈال دیئے جائیں گے ' تمام حقوق العباد کا یہی مسئلہ ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ صاحب حق کو اپنے پاس سے عطا فرما کر اس سے معاف کرا دیں تو ان کا فضل ہے۔

غیبت کرنا ' مذاق اڑانا ' اور تحقیر کرنا گناہ کبیرہ ہے :

س…… گزارش یہ ہے کہ میں سرکاری دفتر میں کام کرتا ہوں وہاں پر چند نوجوان ہیں ' وہ ہر وقت کسی نہ کسی طرح ' کسی نہ کسی کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں لڑاتے رہتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں ' کسی کے سر پر تھپڑ مارتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں ' کسی کو تکلیف دے کر خوش ہوتے اور کہتے ہیں مزہ آگیا ' جب ان سے کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو ' تو کہتے ہیں اللہ کو درمیان میں نہیں لایا کرو۔ جبکہ سب کے سب مسلمان ہیں ' ہمارا مذہب ایسے لوگوں کے بارے میں کیا کہتا ہے ؟

ان لوگوں کے اندر نہ تو خدا کا خوف نہ ہی ڈر ہے ' اکثر دو ساتھیوں میں جھگڑا کرا کے خوش ہوتے اور کہتے ہیں آج بہت تفریح ہوگئی اور طبیعت خوش ہوگئی اور جھوٹ بولنا ' چغلی کرنا ' بات کو ادھر اور ادھر کرنا مشغلہ ہے اور اپنے سامنے دوسرے کو کم تر سمجھنا اور خوار کرنا شامل ہے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے بتائیں ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا اور بیٹھنا جائز ہے اور مذہب کیا حکم دیتا ہے ؟

ج…… یہ تمام امور جو آپ نے ذکر کئے ہیں گناہ کبیرہ ہیں۔ کسی کا مذاق اڑانا ' کسی کی تحقیر کرنا ' کسی کو دوسرے سے لڑانا ' کسی کی غیبت کرنا ' جھوٹ بولنا ' جھوٹی قسم کھانا ' اس قسم کے تمام امور نہایت سنگین ہیں اور ان سے معاشرہ میں شر و فساد اور رنجشیں جنم لیتی ہیں ' ایسے لوگوں سے دوستانہ مراسم نہیں رکھنے چاہئیں۔

کسی کے شر سے لوگوں کو بچانے کیلئے غیبت کرنا :

س…… ایک صاحب ہمارے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں صاحب جو آپ کے محلے میں رہتے ہیں ان سے ہم اپنی بیٹی کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں ' برائے مہربانی آپ ہمیں ان صاحب کی عادتوں اور کردار وغیرہ اور دیگر تفصیلات کے متعلق بتائیں ' کیا ان سائل کو تمام باتیں بتانا چاہیں یا نہیں اور اگر بتانا چاہیں تو کیا وہ باتیں بھی بتا دی جائیں جن کو کسی سے ذکر نہ کرنے کا ہم سے وعدہ لے لیا گیا ہو ؟

ج…… اس شخص کی غیبت کرنا مقصود نہ ہو بلکہ رشتہ کرنے والے کو نقصان سے بچانا مقصود ہو تو اس شخص کی حالت کا ذکر کر دینا جائز ہے اور اگر کسی سے ذکر نہ کرنے کا وعدہ کر رکھا ہے تو بہتر یہ ہے کہ خود نہ بتائے بلکہ کسی اور واقف کار کا حوالہ دیدے کہ اس سے دریافت کر لو۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۱۳ تا ۱۹ محرم ۱۴۲۰ھ مطابق ۳۰ اپریل تا ۶ مئی ۱۹۹۹ء | شمارہ ۴۸

بانیان:

☆ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مولانا محمد علی جالندھریؒ ☆ مولانا لال حسین اخترؒ
☆ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ مولانا محمد حیاتؒ ☆ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ مولانا محمد شریف جالندھریؒ

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
ٹائیٹل و ترتیب: خرم
کمپوزنگ و ڈیزائننگ: فیصل عرفان

اس شمارے میں

☆	(اداریہ)	4
☆	توہین قرآن اور مرزا قادیانی .... (حضرت مولانا عبداللطیف مسعود)	6
☆	ربوہ سے چناب نگر تک .... (جناب احمد معاویہ)	9
☆	کیا ہم نے محسن کائنات کے احسانات کا بدلہ چکایا؟ ...... (حافظ محمد زاہد تجازی)	11
☆	بنگلہ دیش عیسائیت کی زد میں .... (مولانا محمد ساجد عثمان)	13
☆	جرمن خاتون کا قبول اسلام .... (مولانا مسعود حسن حسنی)	15
☆	ہجری شمسی تقویم .... (مولانا محمد عثمان معروفی)	18
☆	دینی مدارس اسلام کے قلعے .... (جناب منظور احمد شاہ آسی)	20
☆	روحانیت ... مغرب کا سب سے بڑا بحران (مولانا محمد عیسیٰ منصوری)	22
☆	اخبار ختم نبوت	26

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ امریکی ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۵ روپے
سالانہ: ۲۵۰ روپے ششماہی: ۱۲۵ روپے سہ ماہی: ۷۵ روپے

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بنک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹ ۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس: 35 STOCKWELL GREEN
LONDON. SW9. 9HZ. U.K.
PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب رحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا سحبان محمود رحمۃ اللہ علیہ

یہ لکھتے ہوئے ہاتھ میں لرزہ ہے اور دل قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہے کہ حضرت مولانا سحبان محمود رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما گئے۔ بلاشبہ اس شیخ طریقت، نابغہ روزگار، عالم ربانی، استاذ الاساتذہ، دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث اور ناظم تعلیمات کا سانحہ وفات المناک سانحہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آج بروز ہفتہ بتاریخ ۲۹ ر ذی الحجہ سنہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۷ را پریل سنہ ۱۹۹۹ء دن کے تقریباً ساڑھے دس بجے حضرت مولانا سحبان محمود رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرتؒ کی وفات جہاں حضرت کے خاندان کے لئے بڑا صدمہ ہے وہاں دارالعلوم کے اساتذہ، طلبہ اور کارکنان نیز پاکستان کے علمی حلقوں کے لئے بھی عظیم سانحہ ہے۔ حضرت مولانا سحبان محمود رحمۃ اللہ علیہ جنہیں دارالعلوم کا بچہ بچہ "حضرت ناظم صاحب" کے قابل احترام نام سے یاد کرتا تھا دارالعلوم کے تقریباً ہر فرد کے بالواسطہ یا بلاواسطہ استاذ بھی تھے۔ حضرت مولاناؒ شیخ طریقت بھی تھے۔ دارالعلوم سے حضرتؒ کی وابستگی دارالعلوم کے وقت تاسیس سے تھی اور تقریباً پچیس سال سے دورہ حدیث کا اہم ترین درس، درس بخاری بھی حضرت ہی سے متعلق تھا۔ دارالعلوم میں حضرت کی حیثیت صرف منتظم اور استاد کی نہیں تھی، ان کا تعلق ہر فرد سے دقیقہ شناس مصلح اور مشفق مربی کا تعلق تھا۔

حضرت سن ۱۳۶۷ھ میں دارالعلوم کراچی تشریف لائے اور ازتالیس سال تک اس گلستان علم کو اپنی مشفقانہ تربیت، انتظامی صلاحیت اور تدریسی مہارت سے سیراب کرتے کرتے آج وہاں تشریف لے گئے جہاں ہر فرد کو جانا ہے، لیکن اس اچانک روانگی سے ان کے متعلقین، تلامذہ اور عقیدت وارادت کا تعلق رکھنے والے جس جانکاہ صدمہ سے دوچار ہوئے وہ ناقابل بیان ہے۔

دارالعلوم کراچی کے ساتھ اپنی وابستگی کے اس طویل دور میں انتظامی اور تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی فرض شناسی، دقیقہ رسی اور پابندی وقت ضرب المثل تھی۔ تواضع و مسکنت، تقویٰ و طہارت اور انابت و فکر آخرت کے درویشانہ اوصاف و کمالات جو آج چراغ لے کر ڈھونڈنے سے نہیں ملتے، ان صفات کمال میں یہ مرد قلندر بلاشبہ یادگار سلف تھے۔ ان کے قریب بیٹھنے والا محسوس کرتا تھا کہ موت اور قبر کا منظر ان کو ہر وقت مستحضر ہے۔ ان کی زبان حال و قال اس کا ہر وقت اعلان کرتی تھی کہ ان کی زندگی کا سفینہ لنگر ڈالنے والا ہے۔ "از دل خیزد بر دل ریزد" کے مصداق ان کے اصلاحی بیانات، جو شہر میں جگہ جگہ ہوتے تھے، ان کی طرف لوگ جذب کے ساتھ آتے تھے۔ ریڈیو پاکستان پر بھی تفہیم دین سے متعلق ان کی تقریریں نشر ہوتی تھیں۔ پاکستان کے علاوہ بیرون ملک بھی دنیا کے مختلف حلقوں میں ان کے شاگردوں میں اور ان سے تعلق رکھنے کا ایک وسیع حلقہ پھیلا ہوا ہے۔ ان کی یادگاروں میں ان کی وجد آفریں اور روح پرور دعائیں بھی ہیں۔ ادعیہ ماثورہ کے علاوہ اردو میں ان کی زبان سے نکلی ہوئی دعائیں ایسی ہوتی تھیں جو اپنی ہمہ گیری، سلاست و روانی اور سوز دروں کی وجہ سے حاضرین پر عجب حال طاری کر دیا کرتی تھیں اور اٹھے ہوئے ہاتھ ایسا لگتا تھا کہ قبولیت کے ثمرات سے لبریز ہوتے جارہے ہیں، آدھ آدھ گھنٹہ اور ایک ایک گھنٹے کی یہ دعائیں انابت و خشیت اور تضرع و عاجزی کا عجیب سماں باندھ دیتی تھیں، لگتا تھا کہ آنکھ کے فواروں سے دلوں کا میل دھل رہا ہے اور سکینت کی ٹھنڈک رگ و پے میں دوڑتی جارہی ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز حافظہ عطا فرمایا تھا۔ آپ جب درس بخاری شریف کے دوران صحیح بخاری کے تراجم، ابواب اور احکام فقہیہ کے بیان میں محدثین وفقہا کے مختلف اقوال بیان کرتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ ایک دریائے علم موجزن ہے۔ سننے والا ہکا بکا ان کی زبان کی فصاحت اور تحقیق وبیان کی روانی میں کھو جاتا تھا۔ وہ حفظ قرآن کی دولت سے بھی مالامال تھے اور ان کا حفظ حیرت انگیز حد تک مضبوط تھا۔ ان کی زبان ہر وقت تلاوت اور ذکر و اذکار سے تر رہتی تھی۔ تلاوت قرآن سے عشق طالبعلمی کے دور سے ہی ان کے رگ و پے میں پیوست تھا۔ ایک زمانہ تک وہ دیگر مشاغل کے ساتھ ساتھ روزانہ اٹھارہ، اٹھارہ پارہ کی تلاوت کرتے تھے۔ رمضان میں تو تراویح کا پارہ روزانہ چوبیس بار پڑھنے کا برسوں معمول رہا۔

حضرتؒ کی ولادت سن ۱۳۴۵ھ میں ہندوستان کے شہر مراد آباد میں ہوئی۔ سن ۱۳۵۰ھ میں ابتدائی تعلیم کے لئے مکتب میں داخل ہوئے اور پھر مدرسہ

شاہی مراد آباد میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ سن ۱۳۵۸ھ میں عربی تعلیم کا آغاز کیا۔ ابتدائی کتب کی تعلیم کے بعد سن ۱۳۶۴ھ میں مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا۔ قیام پاکستان کے بعد اپنے خاندان والوں کے ساتھ ہجرت کی۔ والد مرحوم ریلوے میں سرکاری ملازم تھے اور پاکستان میں مختلف جگہوں پشاور، راولپنڈی، لاہور میں ان کی تعیناتی رہی، چنانچہ اس نقل مکانی کی وجہ سے حضرتؒ کی تعلیم میں تعطل واقع ہوا، اس وقت پاکستان میں عربی مدارس کی قلت بھی تھی، لیکن کچھ عرصہ کے بعد حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے خلیفہ خاص حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے ملتان میں مدرسہ خیر المدارس کی بنیاد رکھی اور حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوری بھی اس مدرسہ سے منسلک ہوگئے جو مظاہر العلوم سہارنپور میں حضرتؒ کے استاد تھے، اس لئے حضرت نے بھی اس مدرسہ میں داخلہ لے لیا اور سن ۱۳۶۹ھ میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی، اس کے بعد خطابت شروع کی اور کچھ عرصہ تک ایک مدرسہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیں جو حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے قائم فرمایا تھا لیکن جب حضرت سید صاحبؒ اس مدرسہ کی سرپرستی سے کنارہ کش ہوگئے تو آپ نے بھی علیحدگی اختیار کی اور سن ۱۳۷۲ھ میں دارالعلوم کراچی سے وابستہ ہوگئے۔ دارالعلوم کراچی اس وقت اندرون شہر کے ایک محلہ نانک واڑہ کی ایک مختصر عمارت میں قائم تھا اور کچھ ہی عرصہ کے بعد شہر سے باہر اپنے موجودہ وسیع رقبے میں منتقل ہوگیا۔ حضرت مولاناؒ بھی ترقی کے منازل طے کرتے کرتے انتظامی مناصب کے علاوہ سن ۱۳۸۶ھ سے بخاری شریف کا درس دینے لگے جو مدارس کے ماحول میں شیخ الحدیث کا منصب کہلاتا ہے۔

پچھلے اڑتالیس سال میں حضرتؒ نے اپنی جوانی کی توانائیاں اور بڑھاپے کے تجربات اس چشمہ فیض پر نچھاور کی ہیں۔ کورنگی کراچی میں مدرسہ اشرف العلوم اور ملک کے مختلف حصوں میں قائم دیگر بہت سے مدارس کو بھی آپ کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔ سلوک و طریقت میں حضرت نے ابتداً میں حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوری سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا تھا اور بعد میں حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت عارفیؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور اس طرح حضرتؒ علوم ظاہر کے ساتھ ساتھ علوم باطن کا بھی سنگم بنے۔

حضرت کو ذیابیطس اور عارضہ قلب کی شکایت تھی لیکن حضرت معالج کے مشورے کے مطابق پورا پرہیز کرتے تھے اور اس معاملے میں ان کی قوت ارادی مثالی تھی۔ وفات کے دن فجر کی نماز حسب معمول صف اول میں جماعت کے ساتھ ادا فرمائی۔ تقریباً چالیس منٹ تک چہل قدمی اور اس دوران اوراد و وظائف کا جو معمول تھا وہ پورا کیا۔ حضرتؒ کا درس بخاری دس بجے شروع ہوتا تھا ساڑھے نو بجے انتظامی معاملات کے سلسلہ میں دفتر تشریف لائے۔ گھر ہی میں سانس میں تکلیف محسوس ہونے لگی تھی لیکن اس دوران دفتر میں انتظامی امور میں مشغول رہے پھر گھر تشریف لے گئے، تکلیف زیادہ ہونے لگی تو ڈاکٹر آگئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس ساڑھے دس بجے تک کے اس مختصر وقت میں آناً فاناً ایک جہاں سے دوسرے جہاں کا سفر طے کیا۔ حضرتؒ کی وفات کی خبر کراچی اور اندرون سندھ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ ریڈیو پر بھی اس خبر کا اعلان آیا تھا اور عصر کی نماز کے بعد جنازہ کے وقت تک تلامذہ اور معتقدین کا ایک بہت بڑا مجمع پہنچ گیا تھا۔ دارالعلوم کراچی کی عید گاہ کا بڑا میدان اپنی وسعت کے باوجود نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے تنگ نظر آرہا تھا۔ اہل علم اور عام مسلمانوں کا یہ عظیم الشان اجتماع حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبت و عقیدت اور اب ان کی جدائی پر غمزدہ تھا۔ حضرتؒ کے وصال سے علما کا حلقہ صاحب فراست مدبر، فرض شناس منتظم اور اپنے وقت کے عالم ربانی سے محروم ہوگیا۔ یہ حادثہ جہاں حضرت کے اہل خانہ کے لئے جانکاہ سانحہ ہے وہاں دارالعلوم کراچی میں بھی حضرت کی وفات سے بڑا خلا واقع ہوگیا ہے۔ مغرب کی اذان ہونے والی تھی کہ حضرتؒ کی قبر میں مٹی ڈالی گئی اور انتیس ذی الحجہ کو ایک ہجری سال کے اختتام پر جہاں آفتاب عالم ڈوب رہا تھا وہاں یہ آفتاب علم بھی زندگی کی ۷۴ بہاریں دکھا کر غروب ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیء عندہ باجل مسمی۔

رب کریم ان کے درجات بلند فرمائے، ان کو اپنے جوار رحمت میں مقام رفیع سے نوازے، ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور علما حق کے حلقہ میں ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے رب کریم اپنے فضل و کرم سے اس کا تدارک فرمائے۔ ان کی ذات علمی حلقوں اور عام مسلمانوں کے لئے ٹھنڈی چھاؤں کی حیثیت رکھتی تھی، رب ذوالجلال اس سایہ کی برکات کو قائم رکھے۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم، حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی، مفتی محمد جمیل خان، مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا محمد طیب لدھیانوی، مفتی خالد محمود نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی اور تمام اہل خاندان اور دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ سے تعزیت کا اظہار کیا۔ حضرت امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

توہینِ قرآن اور مرزا قادیانی

قرآن کی عظمت و شان کسی بیان و وضاحت کی محتاج نہیں "آفتاب آمد دلیل آفتاب" سے بھی نمایاں حقیقت ہے۔

یہ کتاب ہدیٰ اپنے تعارف' اپنی حقانیت' اپنی اثر و تاثیر اور افادیت میں بے مثال ہے۔ دیکھئے سابقہ کتب بھی دنیا کی رہنمائی کے لئے ہی نازل ہوئی تھیں۔ مگر ان کی آمد ابتدائی اور ایک خاص وقت اور خاص حلقہ انسانیت کے لئے تھیں اور یہ کتاب کامل تمام انسانیت کے لئے اور ہمیشہ کے لئے کامل راہنما ہے' اور خدائی ہدایت کا اختتام ہے۔ یہ کتاب ہدیٰ اپنے تعارف میں یکتا اور انوکھی شان رکھتی ہے' اپنا مکمل تعارف خود کراتی ہے' نام' کام' زمانہ نزول' زبان وغیرہ مکمل تعارف میں خود کفیل ہے۔

دعویٰ:

قرآن مجید کا دعویٰ ہے ذالک الکتاب لاریب فیہ کہ یہ کتاب ہر لحاظ سے ہر قسم کے شک و شبہ سے منزہ ہے پھر اس کی وضاحت و صراحت بار بار کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ:

ان کنتم فی ریب مما نزلنا
علی عبدنا ...... (البقرہ)

ترجمہ: "اے دنیائے انسانیت اگر تم اس کتاب ہدیٰ کے لاریب ہونے اور بے مثال دائمی ہدایت نامہ ہونے میں شک یا تردد کرتے ہو تو اے فصحأ و بلغأ اور زبان آورو! تم سب مل کر کسی جگہ کسی بھی زمانہ میں اس جیسا کلام تو لے آؤ۔"

اور یاد رکھو ہمارا چیلنج ہے کہ باوجود پوری جدوجہد کے قیامت تک اس کی مثال اور نظیر پیش کرنے سے قاصر رہو گے پھر اگر واقعی یہ حقیقت ہے تو آؤ پھر اس کی دعوت کو قبول کر کے سعادت مندی کا انعام حاصل کرلو یا اپنے آپ کو اس دائمی عذاب کے لئے تیار کرلو جس کا ایندھن لکڑی' گھاس پھونس نہیں بلکہ پتھر اور انسان ہوں گے "وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین" جو کہ اس کے منکروں اور معاندین کے لئے تیار کی گئی ہے۔ آگے فرمایا کہ یہ منکرین قرآن پوچھتے ہیں کہ کیا یہ قرآن برحق ہے؟ آپ فرما دیجئے ہاں! مجھے میرے رب کی قسم کہ یہ قرآن برحق ہے' اس کے الفاظ معانی' مفاہیم' عقائد و نظریات اصول و ضوابط سب کچھ برحق ہیں اس کی دعوت قیامت تک چلتی رہے گی اور تم اے منکرو! اس کی پیش رفت روک نہیں سکتے۔ اے مخالفین و معاندین تم اس کی تعلیمات ناکام نہیں کرسکتے۔

کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ اے قرآن پیش کرنے والے آپ ذرا اس کی تعلیم و دعوت میں نرمی پیدا کرلیجئے یا اس کو کچھ بدل دیجئے کہ اے منکرین قرآن! تمہارے خیالات درست نہیں ہیں کہ شاید یہ قرآن میرا اپنا مرتب کردہ ہے' نہیں ہرگز نہیں' میں بھی عربی ہوں تم بھی عربی ہو میں تمام کائنات سے فصیح ہوں لیکن یہ قرآن میرا نہیں بلکہ یہ میرے پروردگار کا کلام ہے میرا رب بھی تمام کائنات سے عجیب اور عظیم و بے مثال ہے اس کا کلام بھی بے مثال و بے نظیر۔ اس کی نظیر لانا ناممکن ہے' اچھا تم سارے عالم کے زبان آور مل کر اور جنات کو بھی ساتھ ملا کر کوشش کر دیکھو کہ اس جیسا کلام بناؤ۔

دنیائے عالم کو دائمی چیلنج:

اے مکہ کے فصحا و بلغا تمام دنیا کے فصحا' بلغا' تمام کائنات کے عربی ادیبو اور نعت نویسو' اپنے اور بیگانو! ایمان لانے والو اور منکرو' عقیدت مندو' معاندین' عیسائیو' اور ملحدو اور انسانوں اور جنو! تم سب مل کر جہاں چاہو اور جب چاہو اس کلام کی دس سورتیں' ایک ہی سورت بنالاؤ' زبانی کہنا کہ اس میں یہ کمی ہو گی یہ زیادتی ہو گئی' یہ ترکیب ایسی چاہئے اور یہ آسان بات ہے مگر اصل صورت یہی ہے کہ تم اس جیسی ایک ہی سورت بنالاؤ مگر دنیا جانتی ہے کہ یہ قرآنی دعویٰ اور چیلنج چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے مشرکین مکہ نے اپنی ہار مان لی دنیائے عرب نے اس کے مقابلہ میں اپنی خفت اور عاجزی تسلیم کرلی بعد کے ملحدین و منکرین نے اپنی شکست تسلیم کرلی اقرب المنجد جیسی ضخیم عربی ڈکشنریاں تو وجود میں آگئیں لیکن قرآن عظیم کی نظیر کا ایک صفحہ اور ایک سورۃ پیش کرنے سے سب کے سب عاجز اور قاصر ہو گئے' قرآن نے اعلان کردیا:

ترجمہ: "نادر نایاب کتاب ہے کہ جس کے اردگرد بھی باطل بھٹک نہیں سکتا' اس میں داخل ہونا تو دور کی اور ناممکن بات ہے یہ تو حکیم و

حمید کی طرف سے نازل شدہ ہے یہ تو لکھنے کا بھی محتاج نہیں بلکہ سینوں میں محفوظ ہیں' بالفرض آج کوئی دشمن قرآن اس کو قرطاس سے ختم کردے تو لاکھوں کروڑوں سینے اس کے محافظ کھڑے ہوں گے۔ یہ بے مثال کلام رمضان المبارک میں نازل ہوا جو کہ ﴿بینت من الهدیٰ والفرقان﴾ ہے یہ لازوال کلام ہدایت کا صافی سرچشمہ اور منبع ہے اور حق وباطل کے مابین روشن ترین حد فاصل ہے۔ اس میں کوئی ابہام' الجھن یا شک و شبہ ہرگز نہیں ہے فرمایا یہ لازوال کتاب بابرکت پروردگار نے اپنے بندہ کامل پر تمام جہان والوں کے لئے نازل فرمائی فرمایا: یعنی ہم نے یہ لازوال و بے مثال کتاب (رمضان المبارک کی مرکزی رات) لیلۃ القدر میں اتاری اور آپ کو کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کس قدر عظمت وشان کی حامل ہے یہ تو ایک ہزار مہینہ سے بہتر وافضل ہے گویا انا انزلناہ ضمیر کا مرجع وہی "شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن" ہے اور لفظ شہر بھی اسی مناسبت سے اختیار کیا گیا ہے' ماہ رمضان کی برتری دیگر مہینوں پر مسلم ہے' پہلے فرمایا کہ یہ قرآن برحق ہے تم اس کی پیش رفت کو روک نہیں سکتے' آخر میں منکرین کا انجام بھی واضح کردیا کہ کو آخیر میں اکٹھا رکھا' ایک میں ذالک الکتاب کا نتیجہ اور دوسری میں اس کے نمایاں مخالف معاند اور دشمن ابولہب کا ذکر ہے کہ مخالفت کا انجام ہے' تو داعی قرآن اور اس کے مخالفت کرنے والوں دونوں کا انجام سامنے بالتفصیل پیش کردیا۔

یااخوۃالاسلام : مندرجہ بالا تفصیل کو دیکھئے اور قرآن کی عظمت اور شان کا اندازہ لگا کے اپنے آپ کو جھنجوڑیئے کہ ہم اس عظیم حقیقت کے کہاں تک حقوق ادا کررہے ہیں اور کہاں تک اس کے تقاضے پورے کررہے ہیں' مزید سنئے تمام امت کا فیصلہ اور عقیدہ ہے کہ القرآن کلام اللہ غیر مخلوق کہ قرآن خدا کا کلام ہے یہ مخلوق نہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ بے پناہ قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے اور اس عقیدہ کی تصدیق وصحت پر مہر ثبت فرماکر آج تک امت کی آنکھوں کا تارا بنے ہوئے ہیں اور ان کے کارنامے کو دیکھ کر ہر شخص کو زبان سے بے ساختہ ان کے حق میں رحمۃ اللہ علیہ کی مد عظمت دعا نکلتی ہے اور اسی عظمت کے پیش نظر امت نے اس عقیدہ کو اجماعاً و اتفاقاً حرز جاں بناکر مستقل طور پر علم کلام میں اور عقائد نامہ میں شامل کرلیا' انہی قربانیوں کے پیش نظر ان کے شیخ امام شافعیؒ نے اس دوران ان کی قمیص کا دھوون پیا اور فرمایا میں اپنی نجات کے لئے یہ دھوون پی رہا ہوں اور ان کے جنازے کے انوار کو دیکھ کر اس دن بیس ہزار غیر مسلموں نے ایمان قبول کیا تھا اب سنئے :

امت میں رخنہ اندازی کرنے والے بڑے بڑے خناس اور دجال آگے بڑے بڑے چکر چلاتے انہوں نے اپنا کلام بنایا اور "الفیل مالفیل وما ادرک مالفیل له خرطوم طویل و ذنبت قیصر" قسم کے مضحکہ خیز کلام پیش کرکے خفت اٹھائی' آج تک کسی نے وہ کام نہیں کیا جو کہ مسیلمہ پنجاب کذاب مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا کہ اس نے قرآنی آیات کو اپنا الہام قرار دیا یا کچھ الفاظ کا حصہ یا اپنا جملہ ملا کر الہام بنالیا اور اس سلسلہ الہام میں مقامات نبوت پر بھی پھر کرڈاکے ڈالے مثلاً :

دیکھئے اس نے "انی متوفیک" کا اس دجال نے ایک جملہ کم کرکے قرآن میں تحریف کا ارتکاب کیا وہ ہے اور پہلی دونوں آیات میں سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے اگلی آیت کو بھی ادھورا نقل کیا جو کہ تحریف فی القرآن ہے :

یٰسین والقرآن الحکیم'

هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله' لا مبدل لکلمة' هیهات هیهات لما توعدون' ومآانت بنعمة ربک لمجنون' انا فتحنا لک فتحاً مبینا' اذا جاء نصرالله

اسی طرح متعدد آیات میں تحریف کرکے انہیں اپنا الہام قرار دیا اور قرآنی اپنے سر لیا (حقیقۃ الوحی) اور ساتھ کچھ ٹوٹے پھوٹے جملے اپنی طرف سے بھی گھسیٹ دیئے۔ مثلاً جو کہ فضول قسم کا کلام ہے۔ غرضیکہ ایسی وحی اور الہام کا ملغوبہ بناکر لوگوں کو الو بناتا رہا' یعنی اس نے وہ حرکت کی جو کسی اور دجال نے آج تک نہیں کی' یہ ہے اس کی بلاغت جو کہ ہر زبان عربی' اردو' فارسی میں چوں چوں کا مربہ بناکر رکھ دیا' پھر اس نے ملحدوں...... خدا کے ناموں میں بھی تحریف کی۔ اس نے خدا کا نام یلاش اور صاعقہ بھی بتلادیا' حالانکہ قرآن و حدیث ایسے فضول اور بے معنی الفاظ کا نام و نشان نہیں ہے پھر اس نے دعویٰ کیا کہ قرآن کی فصاحت کے بعد میری فصاحت کا نمبر ہے۔ پھر کہہ دیا کہ قرآن شریف خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۴) اس کے بعد علماً امت کو بھی للکارنے لگا کہ مجھ سے عربی نویسی کا مقابلہ کرلو' اب آپ توجہ کریں کہ یہ ازلی شقی اپنے دعووں میں ذلیل وخوار اور کذاب ثابت ہوا۔ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انا افصح العرب" اور فرمایا "اوتیت بمجمع افصح الکلم" اس

خبیث نے اس کے مقابلہ میں دعویٰ کر کے اپنے ازلی شقاوت پر مہر لگادی پھر وہ یہ کہہ کر مزید ذلیل کیا گیا قرآن شریف خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں' کیونکہ قرآن تو خدا کا کلام ہے وہ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے الفاظ بھی نہیں چہ جائیکہ اس ازلی بدبخت کے منہ کی باتیں ہوں اسی لئے اس سلسلہ میں علماء امت کو چیلنج کر کے خود ہی قدم قدم پر ذلیل و خوار ہوا۔ چنانچہ :

مولانا محمد حسن نے ایک ۳۲ اشعار کا بے نقط قصیدہ لکھ کر مرزے کو پیش کیا کہ لو پڑھ کر ہی سنادو مگر مرزا جی وہ پڑھ بھی نہ سکے۔ اسی طرح کا اور عربی کلام بھی ہے جو مرزا کی تذلیل کے لئے بہت کافی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اس شخص کا کلام یورث السلیل والسرق' یعنی مکرم روحانی سل اور دق (ٹی بی) کی بیماری کا باعث ہے لہذا اس کا علاج کرنا چاہئے اسی طرح اس نے اپنے دعویٰ کی وجہ سے انتہائی ذلت اٹھائی یہ بھی کہا کہ کلام افصحت من لدن رب کریم (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۴) اور یہ تو بچے بھی جانتے ہیں کہ کلام مذکر ہے اس کا فعل بھی مذکر ہوگا مگر اس نے مؤنث لگاکر اپنی تذلیل کرائی' کیونکہ یہ ازلی محروم القسمت اور بدبخت انسان ہر موقع پر خوب ذلیل و خوار ہوا' اس نے لکھا ما قلت کلمۃ فیہ...... دیکھئے کلمۃ مونث مع مگر اس نے ضمیر مذکر لکھ دی فیہ حالانکہ فیھا چاہئے تھا۔

اسی طرح بندہ نے کچھ عرصہ پیشتر مرزا کی عربی دانی پر ایک جاندار بحث کی تھی اور وہ مضمون "ختم نبوت" میں شائع بھی ہو چکا ہے اور قابل دید ہے' اس میں اس کی عربی کے نمونے موجود ہیں۔ جس سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی ہر دعویٰ ہر بات اور ہر فعل میں سو فیصد فیل تھا۔ فصاحت میں تو تذکیر و تانیث کی تمیز سے بھی عاری ہے' واحد جمع کے فرق سے محروم' الغرض مرزا قادیانی شقی اور بدبخت تھا اس کی بدبختیاں بے شمار ہیں' یہ ازلی محروم القسمت انسان قرآن کی توہین اور تحریف کا بھی مرتکب ہوا' قرآنی نظریات و عقائد مثلاً ختم نبوت' حیات مسیح' عظمت انبیاء وغیرہ کا یہ نہایت کھلا دشمن ہے۔ بالخصوص توہین مسیح میں اس نے حد کردی کونسی شی ہے جس کا یہ منکر نہ ہو' آپ کی عظمت' شان' ولادت بلا پدر' معجزات علمیہ' عظمت مریم بتول نیز ہر ایک چیز کا یہ خبیث منکر ہے پھر حد یہ کردی کہ خود مسیح کا مثیل بھی بن بیٹھا عجیب انسانی ڈھانچہ ہے۔ توہین انبیاء کرام' صحابہ کرام' ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن غرضیکہ کسی بھی محترم چیز کی عظمت و تقدس اس کے قلب و ذہن میں بالکل نہیں ہے قرآن و حدیث ائمہ دین علماء امت اور عام اہل اسلام کی عظمت کا یہ ازلی شقی کھلا دشمن ہے۔ کردار اخلاق' ظاہر و باطن کا نہایت رذیل اور محروم الخیر ہے گویا ایک فیصد بھی انسانیت اس میں نہیں ہے۔ بلکہ تمام پیمانوں میں یہ مردود ازلی نکتہ زیرو سے بھی نہایت نیچے ہے۔ اللہ کریم تمام انسانوں کو اس سے محفوظ رکھے علم و فکر سے یکسر محروم' عقل و ذہن کی سے خالی کائنات کا نہایت رذیل اور محروم ترین انسانی ڈھانچہ ہے۔ تو جیسے قوم ثمود کا وہ بدبخت تھا کہ جس نے صالحؑ کی اونٹنی کی کونچیں (بوجہ شقاوت) کاٹ کر دائمی عذاب اپنے اور قوم کے سر لیا' ویسے ہی بلکہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر یہ اس زمانہ میں ظاہر ہوا ہے جس کو صلیبی دشمن نے کھڑا کیا ہے۔ اس کی بدبختی' شقاوت محرومی کا کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا' جس نے زمانہ کے آخری اور برحق دین سے ٹکر لے کر اپنا اور اپنے پیروکاروں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ کائنات میں ایسا کوئی بدبخت رذیل نہ ہوگا۔ اللہ کریم ہم مسلمانوں کو ایسے مکاروں' دجالوں اور نوسربازوں سے محض اپنے فضل و کرم سے محفوظ فرمائے اور دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی وابستہ رکھے قبر و حشر میں ہماری وابستگی سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی قائم رکھے۔ (آمین)

○

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک کے دردمند کارکن شیخ عابد حسین صدیقی اور تحریک ختم نبوت ۷۴ء کے شہید سجاد حسین صدیقی کی والدہ ماجدہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔ حق تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سالار ختم نبوت اٹک مرزا عبدالقدیر گزشتہ ماہ اپنے بیٹے سلیم کے گھر محلہ کمی مسجد اٹک شہر میں آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کی۔ انتقال کی خبر شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ دوسرے دن صبح ساڑھے دس بجے عیدگاہ میں جنازہ ہوا علماء' صلحاء نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ امیر ختم نبوت اٹک سید منظور حسین شاہ صاحب نے امامت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور تمام احباب ختم نبوت سے گزارش ہے کہ ان کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

○

احمد معاویہ (چیچہ وطنی)

ربوہ سے چناب نگر تک

چنیوٹ سے سرگودھا کی طرف جائیں تو راستے میں دریائے چناب کے سرخ پانیوں کے اس پار ایک شہر "چناب نگر" کے نام سے آباد ہے...... شہر کیا ہے' فتنہ گر و فتنہ پرور' ایمان سوز حقیقتوں کا مرقع!...... یہ شہر آج سے چند ہفتے قبل ﴿ربوہ﴾ کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا' اس شہر سے ایمان و کفر کے معرکوں کی تاریخ وابستہ ہے' تفصیل اس کی کچھ یوں ہے:

برصغیر سے انگریز بہادر اپنا بوریا بستر لپیٹ کر الٹے قدموں اپنے وطن سدھارنے لگا تو انہی کے "خودکاشتہ پودے" قادیانیت کی درخواست پر نوزائیدہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کے گورنر سر فرانسس موڈی نے قادیانیوں کو دریائے چناب کے اس پار چک ڈھگیاں کے مقام پر معمولی داموں ۱۰۳۴ ایکڑ زمین ۹۰ سال کے لیز پر عطا کی۔ یہ صلہ تھا قادیانی جماعت کے لئے ان "گرانقدر" خدمات کا جو قادیانیوں نے انگریزی اقتدار کو استحکام دینے کے لئے انجام دیں' قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے قرآن پاک کے ایک مقدس لفظ "ربوہ" کو چرا کر اس جگہ کا نام رکھا۔ یہ نئی بستی دین و ملت دشمن ارتدادی سرگرمیوں' ملک کی داخلی و خارجی سلامتی کی تخریب کاری کے لئے قادیانی جماعت کا ہیڈ کوارٹر قرار پائی۔

دریائے چناب کے کنارے چھوٹی بڑی پہاڑیوں اور شاداب و آباد لوکیشن کی حامل وسیع اراضی کے حصول کے لئے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی نے اپنے منصب کا اثر و رسوخ بھرپور استعمال کیا۔ یکم اپریل ۱۹۴۹ء میں یہاں ریلوے اسٹیشن بھی قائم ہو گیا' اسٹیشن ماسٹر بھی قادیانی مقرر ہوا' شہر کی مکمل پلاننگ کے بعد یہودیوں کی طرز پر یہاں قادیانیوں کو لا کر آباد کرنا شروع کر دیا گیا۔ اس طرح ایک اسلامی مملکت میں نیا اسرائیل قائم کر دیا گیا۔ کسی غیر قادیانی کا یہاں مکان' دکان تعمیر کرنا یا کوئی دوسرے کاروبار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس شہر کا مکمل انتظام و انصرام "ناظر امور عامہ" جو قادیانی جماعت میں شعبہ امور عامہ کا سربراہ ہوتا ہے کے سپرد تھا۔ یہاں قادیانیوں کی اپنی عدلیہ' اپنی بلدیہ اور اپنی انٹیلی جنس تھی۔ ایک عرصہ تک ایسی حالت رہی کہ حکومت پاکستان بھی یہاں مداخلت نہیں کرتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان بننے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ۱۹۵۳ء میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا پلیٹ فارم بنا کر تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت برپا کی گئی تو اس کے مطالبات میں ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے کیونکہ اس شہر کا نظم و نسق مکمل طور پر قادیانی ریاست کا روپ دھار چکا تھا۔

مئی ۱۹۷۴ء میں جب نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء ایک تفریحی ٹوور پر جاتے ہوئے بذریعہ ٹرین ربوہ سے گزرے تو انہوں نے اسٹیشن پر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر' ختم نبوت زندہ باد جیسے فلک شگاف نعرے بلند کئے۔ یہ بات قادیانیوں کو ناگوار گزری اور انہوں نے ان "مجرم" طلباء کو واپسی پر سبق سکھانے کا انتظام کر لیا۔ ۲۹/ مئی کو واپسی پر طلباء جب بذریعہ ٹرین ربوہ سے گزرے تو طے شدہ منصوبے کے مطابق قادیانی غنڈوں نے گاڑی رکوا کر طلباء پر حملہ بول دیا۔ یہ طلباء جب فیصل آباد پہنچے تو کوئی طالب علم ایسا نہ تھا کہ جس کے جسم پر مہلک ضربیں نہ لگی ہوں اور وہ زخمی نہ ہوا ہو۔ یہ گھناؤنی کارروائی مرزائیوں کو مہنگی پڑی' اس کے نتیجہ میں زبردست تحریک چلی اور قادیانیوں کو قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے والی تمام جماعتوں کے مطالبات میں یہ بات بھی شامل رہی کہ اس شہر کا ربوہ نام تبدیل کر کے کوئی اور نام رکھا جائے۔ اس لئے کہ لفظ "ربوہ" قرآن پاک کا مقدس لفظ ہے' جس کے معنی ٹیلا کے ہیں۔ قادیانی گروہ اس کے معنی و مفہوم کو غلط طور پر اپنے لئے استعمال کرتا ہے چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے محیر العقول بے شمار دعووں کے بلاوصف ایک دعویٰ کے مطابق نعوذباللہ مسیح موعود اور عیسیٰ ہیں۔ قرآن پاک میں یہ لفظ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کے لئے استعمال ہوا ہے' جس آیت میں یہ لفظ وارد ہوا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

"اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو نشانی بنایا تھا اور انہیں ایک ٹیلا

(ربوہ) پر جگہ دی تھی' جہاں ٹھہرنے کا موقع اور پانی جاری تھا۔"

(سورۃ المؤمنون ترجمہ حضرت لاہوری)

چک ڈھگیاں کے اڑوس پڑوس چھوٹی بڑی پہاڑیوں اور ٹیلوں کا مختصر سلسلہ ہے' اس مناسبت اور آئندہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے قادیانیوں نے دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے اس جگہ کا نام "ربوہ" رکھا۔

قادیانیوں کے ارتدادی مشن جب غیر ممالک میں جاتے تو وہاں کے انجان و بے خبر اور قرآنی تعلیم سے ناآشنا لوگوں کو بتاتے کہ دیکھئے حضرت مرزا مسیح علیہ السلام کے لئے قرآن پاک میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں اور یہ جگہ ان کا مسکن رہی ہے اور اب تک اس نام سے آباد ہے' یوں وہ لوگ دھوکے کا شکار ہو رہے تھے۔ چنانچہ پنجاب اسمبلی میں ربوہ کے نام کی تبدیلی کے لئے قرارداد پیش کی گئی' جسے منظور کر لیا گیا۔ اب مسئلہ نیا نام تجویز کرنے کا تھا' مختلف تنظیموں کی جانب سے مختلف ناموں کے مطالبات تھے صدیق آباد' مصطفیٰ آباد' چک ڈھگیاں' چناب نگر وغیرہ وغیرہ۔ پنجاب حکومت کی طرف سے پہلے ۱۲ دسمبر ۱۹۹۸ء کو نواں قادیان کا نوٹیفکیشن جاری ہوا' جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر دینی تنظیموں نے مسترد کر دیا کیونکہ قادیانی بھی تلبیس و تدلیس میں "ید طولیٰ" رکھتے ہیں' کہتے کہ ہمارے مرزا بشیر الدین محمود نے برصغیر کی "غلط" تقسیم پر فرمایا تھا کہ :

ایک وقت آئے گا کہ یہ عارضی تقسیم ختم ہو جائے گی اور اکھنڈ بھارت ہوگا۔ ہم واپس قادیان جائیں گے' لیجئے صاحب! مرزا صاحب کی پیشن گوئی پوری ہوگئی اور ہمیں یہیں "قادیان" مل گیا۔"

ویسے بھی ایک طویل جدوجہد کے بعد مسلمانوں کو کوئی ایسا نام قابل قبول نہ تھا جس کی نسبت قادیان یا قادیانیوں کی طرف ہو۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے مطالبہ تھا کہ نیا نام "چناب نگر" رکھا جائے۔ اس نام میں معنویت بھی ہے اور مناسبت بھی۔ بعد میں دیگر تنظیموں نے بھی اصولی طور پر اس نام سے اتفاق کر لیا' جسے تسلیم کرتے ہوئے حکومت پنجاب نے نیا نام رکھ دیا اور نوٹیفکیشن ۰۳۴/۹۹/سی ایچ۔۳۶۔/۸۱۔ آر اینڈ جی/۱۱۱ ایس او مورخہ ۴/ فروری ۱۹۹۹ء کے تحت نواں قادیان کا نام بھی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ صوبائی وزیر مال چودھری شوکت داؤد کے حوالے سے ۹/ فروری کے اخبارات میں "چناب نگر" کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔

یہ امر قابل تحسین ہے کہ کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل تمام جماعتیں بڑی حکمت عملی کے ساتھ اس پیچیدہ صورتحال سے نکلنے میں کامیاب ہوئیں۔ مقام مسرت ہے کہ اس سلسلہ میں قادیانی سازشیں ایک بار پھر ناکام ہوگئیں۔ قرآن پاک کا مقدس لفظ تحریف و بے حرمتی سے محفوظ ہو گیا۔ مگر مسئلہ یہیں ختم نہیں ہو گیا بلکہ ابھی محض اس شہر کے حوالہ سے کئی ایک مسائل باقی ہیں' ہم حکومت پاکستان سے بھرپور مطالبہ کرتے ہیں کہ :

"ربوہ کے باشندوں کو ان کے مکانات کے ملکیتی حقوق دینے کا بھی فیصلہ ہونا چاہئے۔"

میاں نواز شریف جنہوں نے اور بہت سے مقامات پر غریب لوگوں کو کچی آبادیوں کے مالکانہ حقوق دیئے ہیں' چناب نگر کے باسیوں کو بھی ان کے رہائشی مکانات کے مالکانہ حقوق دے کر یہ کام کر گزرنا چاہئے۔

قادیانی مسلمانوں کو کمزور خیال نہ کریں (مولانا محمد علی صدیقی)

کولارچی (نمائندہ خصوصی) قادیانی مسلمانوں کو کمزور نہ سمجھیں ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین کے مرکزی مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے جوہر جمال میں ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

مولانا نے کہا کہ قادیانی چند گھر جوہر جمال میں شرارت کرنا چاہتے ہیں ان کو یہ بھول ہے کہ وہ اپنی شرارتوں میں کامیاب ہو جائیں گے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن ہر محاذ پر قادیانیت کا بھرپور انداز میں مقابلہ کریں گے۔ جوہر جمال کے مولانا محمد انور شاہ اور مولانا عبدالعزیز جتوئی نے جلسہ سے خطاب کیا۔

بقیہ: بنگلہ دیش

شاہتوت کے درخت لگائے ہیں اور لوگوں بالخصوص عورتوں کو ریشم کے کیڑے دے رکھے ہیں' جہاں یہ عورتیں ریشم جمع کر کے ۴۰ اور ۵۰ روپے کلو کے حساب سے ان مخصوص کارخانوں میں بیچتی ہیں۔ گرامین بینک کے نام سے انہوں نے ایک بینک قائم کر رکھا ہے جو صرف عورتوں کو سود پر قرضہ دیتا ہے اور اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ ۲۰ عورتوں کی ایک انجمن بنا کر اس کو قرض دیا جاتا ہے تاکہ وہ سب مل کر سود ادا کر سکیں' یہ سود اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ جو عورتیں ایک مرتبہ قرضہ لے لیں تو وہ پوری زندگی سود ادا کرتی رہتی ہیں۔ غیر مسلم این جی اوز کے یہ وہ ہتھکنڈے ہیں جو ہر آدمی کھلی آنکھوں دیکھ رہا ہے جب کہ اندرون خانہ ان کے خطرناک منصوبوں کا کسی کو علم نہیں۔

☆☆......☆......☆☆

کیا ہم نے محسنِ کائنات کے احسانات کا بدلہ چکا دیا؟

حافظ محمد زاہد
حجازی حمادی

معزز قارئین کرام! اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں خود ارشاد فرمایا کہ "احسان کا بدلہ نہیں مگر احسان" ویسے بھی عقلی طور پر احسان کا جواب احسان ہی ہوتا ہے نہ کہ زیادتی۔ اب آیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی امت پر احسانات پر نظر ثانی کرتے ہوئے ہم اپنے ضمیر سے یہ پوچھیں کہ ہم نے ان احسانات کا کیا صلہ دیا؟

محسنِ کائنات حضور اکرم ﷺ کا سب سے بڑا احسان عالم ارواح میں جب مولائے کائنات نے "الست بربکم" کا سوال کیا تو تمام انسانیت بشمول انبیاؑ کے خاموش ہی رہ گئے اور پریشانی کے دریا میں ڈوبے جا رہے تھے ہر شخص پر جواب کا بھوت سوار تھا لیکن کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ محسن کائناتؐ نے اس خاموشی کو توڑتے ہوئے نہ صرف اپنی امت پر احسان کیا بلکہ تمام انبیاؑ اور ان کی تمام امتوں پر بھی احسان کیا اور قالو بلیٰ کا جواب دیا۔ آپؐ عالم اجساد میں مبعوث ہوئے ایسا دور تھا کہ ہر طرف شرک کا جال پھیلا ہوا تھا بت پرستی، شراب خوری زنا، ڈاکہ زنی، لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینا، فحش کلامی، قتل و غارت گری عام تھی گویا ہر شخص دوسرے کا دشمن تھا لیکن جب محسنِ کائنات ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا زنا، چوری، ڈکیتی، شراب، جوا کو حرام قرار دیا اور معصوم عفت مآب بچیوں کو عزت بخشی اور زندہ درگور ہونے سے امن دیا۔ گویا آپ ﷺ نے قیام قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے فارمولا پیش فرمایا کہ جو آپ ﷺ کے ساتھ نسبت رکھے گا تو عالم برزخ میں بھی جنت کی کھڑکیاں کھل جائیں، آپ ﷺ سے محبت کرے،

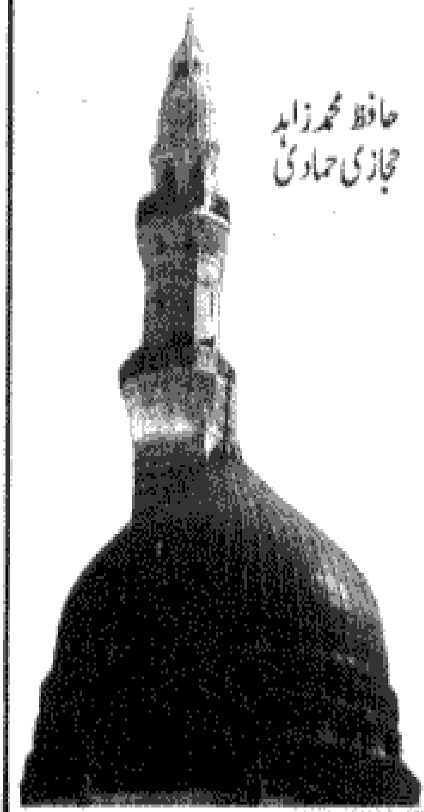

جہنم کی آگ حرام ہو جائے گی۔

عالم محشر میں ساری انسانیت نفسا نفسی کے عالم میں پریشان اور مایوسی میں ڈوبی چلی جا رہی ہوگی کہ کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہوگا ہر شخص کو اپنے نفس کی پڑی ہوئی ہوگی، لیکن جب محسنِ کائناتؐ سفارش شروع فرمائیں گے اور نفسا نفسی کے عالم کو اللہ کے حکم سے ختم فرمائیں گے تو محشر میں ہماری کامیابی ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ نے ساری زندگی اپنی امت کی فکر میں بسر کر دی راتوں کو نیندیں ختم کر دیں اپنی امت ہی کی خاطر جنگ احد میں اپنے دندان مبارک شہید کروائے، سر مبارک زخمی کروایا، اپنی امت ہی کی خاطر طائف میں پتھر کھائے، اپنی امت ہی کی خاطر آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، اپنی امت ہی کی خاطر ابو بکرؓ کو طائف میں پٹوایا، اپنی امت ہی کی خاطر بلالؓ کو انگاروں پر لٹا کر ان کے جسم کو لہولہان کروایا، اپنی امت ہی کی خاطر سمیہؓ کے جسم کے دو ٹکڑے کروائے یہاں تک کہ آپ ﷺ مرض الوفات کے قریب تھے جبرئیلؑ آئے عزرائیلؑ آئے اللہ کا سلام پیش کیا اور کہا کہ آپ کو اختیار دیا جاتا ہے اگر دنیا میں رہنا چاہیں یا اللہ کے پاس چلیں؟ آپ نے جواباً فرمایا میں رفیق اعلیٰ کی ملاقات کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔

چنانچہ عزرائیلؑ نے روح قبض کرنا شروع کر دی، آپ ﷺ نے فرمایا عزرائیلؑ تکلیف ہو رہی ہے، عزرائیلؑ نے کہا آقا ﷺ میری کیا مجال ہے کہ میں آپ کو تکلیف دوں، آپ تو امام الانبیاؑ ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا عزرائیل جاتے جاتے میری ایک خواہش پوری کر دو، وہ یہ کہ تیری نیت بھی نہیں لیکن مجھے تکلیف ہو رہی ہے، لیکن جس امتی کو تو تکلیف کی نیت سے روح قبض کرے گا تو اس کا کیا بنے گا؟ میری خواہش ہے کہ قیامت تک آنے والے میرے امتیوں کو تو جتنی تکلیف دے گا آج وہ مجھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دے تاکہ میری امت تکلیف سے بچ جائے۔

ایک موقع پر صحابہ کرامؓ کی مجلس میں محسنِ کائناتؐ نے فرمایا کہ مجھے میدان محشر میں ہر

جگہ نہیں پاؤ گے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ پھر ہم آپ ﷺ کو کس مقام پر تلاش کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جنت کے دروازے پر دیکھو گے اس لئے کہ میں اپنے جنت میں جانے والے امتی کا استقبال کروں گا اور کبھی مجھے جہنم کے دروازے پر دیکھو گے اس لئے کہ کہیں میرا امتی تو جہنم میں نہیں جارہا' اگر جارہا ہو تو اللہ سے سفارش کرواکے اس کی بخشش کروادوں گا' کبھی مجھے پل صراط پر دیکھو گے اس لئے کہ کہیں میرے امتی کو پل صراط پر سے گزرنے پر تکلیف تو نہیں ہورہی اگر ہورہی ہو تو میں اسے ہاتھ سے پکڑ کر آگے کردوں اور کبھی مجھے حوض کوثر پر دیکھو گے اس لئے کہ کہیں میرا امتی حوض کوثر پر پیاسا تو نہیں کھڑا اگر کھڑا ہو تو میں اسے حوض کوثر سے پانی کا پیالہ بھر کے دوں گا۔

ایک اور موقع پر محسن کائنات ﷺ نے فرمایا میدان محشر میں مجھے اللہ تعالیٰ ایک عالیشان منبر بیٹھنے کے لئے دیں گے لیکن میں اس پر اس لئے نہیں بیٹھوں گا کہ وہ منبر مجھے اٹھا کر جنت میں لے جائے گا میری خواہش ہے کہ سب سے پہلے جنت میں میری امت جائے پھر میں جاؤں۔ خاتم الانبیاءؐ سے محبت کے دعویدارو! یہ تھے محسن کائنات کے احسانات جو عاجز کی نظر سے گزرے اتنے احسانات کے باوجود ہم نے محسن کائنات کو کیا صلہ دیا؟ سوائے اس کے کہ ہماری جوتیوں میں فتنہ قادیانیت دندناتا پھرتا رہا' جن کا عقیدہ ہے کہ معاذاللہ محسن کائنات اپنے مشن میں سراسر ناکام رہے' بعض پیغامات کو سمجھ نہ سکے' آپ ﷺ سے بہت سی غلطیاں ہوئیں' دین اسلام کی تکمیل نہ کرسکے' قرآن ادھورا ہے (نعوذباللہ)۔ یہ ایک ایسا غلیظ فتنہ ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نہ صرف قتل بلکہ واجب القتل قرار دیا لیکن وہ ہماری سستی کی وجہ سے ناکوں چنے چبوا رہا ہے' اس غلیظ فتنے

اور اس جیسے یوسف کذاب ملعون گوہر شاہی کے تعاقب کے لئے آسمان سے کوئی نہیں آئے گا' یہ ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ اپنے بے خبر مسلمان کو اس آستین کے سانپ سے آگاہ کرے' خبردار اور ہوشیار کرے' یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ روٹی کا رکھوالا کوا بنے اور ہم روٹی کے آسرے پر ہوں وطن عزیز میں قادیانی ہوں اور امن ہو جائے یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ سراسر غلط ہے تو آیئے آج ہی سے عہد کریں کہ ہم اپنے گلی اور عام محفلوں میں تحفظ ختم نبوت کا پرچار کریں گے اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب کریں گے' بے خبر اور جاہل مسلمانوں کو ہونے والے حادثے سے خبردار' ہوشیار کردیں گے۔

رب کی توحید محمدؐ کی رسالت کیلئے
ہمہ وقت تیار ہوں میں شہادت کیلئے

○

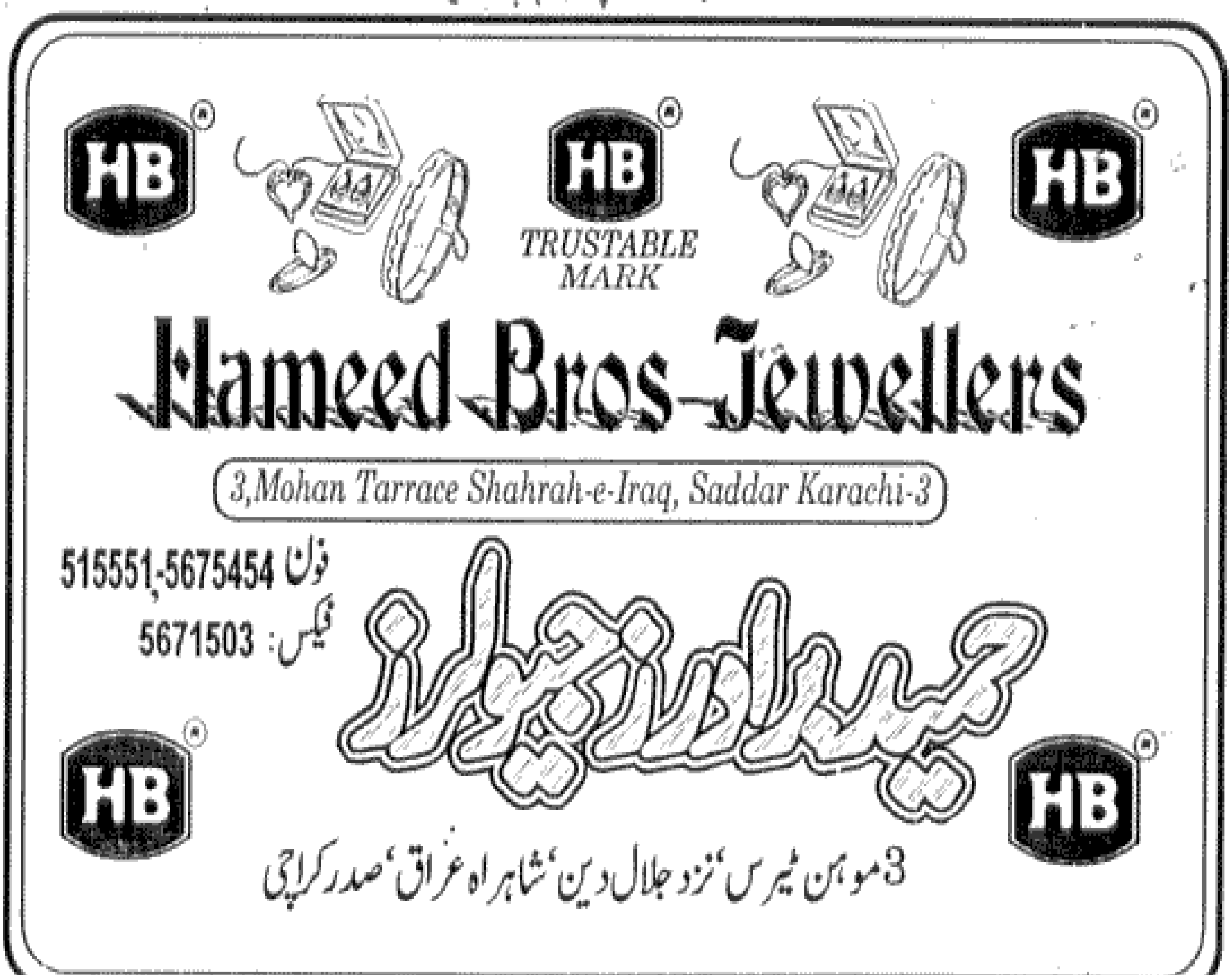

مولانا محمد ساجد عثمان

بنگلہ دیش ۔ عیسائیت کی دہلیز پر

اہل نظر یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دنیا سے اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے عالمی کفریہ طاقتیں اپنی پوری توانائیاں صرف کر رہی ہیں اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہود و ہنود سے لے کر سرخ سامراج تک تمام عالم کفر متفق و متحد ہیں۔ یہود کا تخریبی ذہن روز اول سے اسلام کے خلاف نت نئی سازشوں میں مصروف ہے۔ اس وقت یہود و نصاریٰ جہاں مختلف میدانوں میں مسلمانوں کے خلاف مصروف عمل ہیں وہاں ان کے پاس مسلمانوں کے خلاف اہم ترین ہتھیار ان کی معاشی ضروریات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پسماندہ اور غریب مسلمان ممالک پوری طرح ان کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں' یہود و نصاریٰ کی مختلف تنظیمیں جنہیں بڑے بڑے ممالک کی پشت پناہی حاصل ہے وہ ڈالر کے بدلے ایمان کے کاروبار کی مارکیٹیں سجائے بیٹھی ہیں ایسے ہی پسماندہ اور غربت زدہ ممالک میں بنگلہ دیش بھی ہے۔ جہاں یہود و نصاریٰ کا موجودہ عمل دخل اسلامی بنگلہ دیش کے مستقبل کے لئے خطرے کا الارم ہے۔ بنگلہ دیش ایک انتہائی پسماندہ اور غریب ملک ہے' اس ملک میں بھی دوسرے ممالک کی طرح معاشی طور پر لوگوں کے اعلیٰ' متوسط اور پسماندہ تین ہی طبقات ہیں۔ البتہ پسماندہ اور انتہائی غریب طبقہ کا تناسب بہت زیادہ ہے اور ہر سال آنے والے طوفانوں اور سیلابوں سے ان کی زبوں حالی دوچند ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو رات کو بھوکے پیٹ فٹ پاتھوں پر بسر کرتے ہیں یا چھوٹی سی کشتی میں پورا خاندان پانی کے اندر ہی رہتا ہے' ان کے پاس خشکی میں رات بسر کرنے کی کوئی جگہ نہیں ہے' بہت بڑی آبادی چٹائیوں کی کچی جھونپڑیوں میں زندگی بسر کر رہی ہے' جو معمولی طوفان یا سیلاب کی تاب بھی نہیں لا سکتیں۔ غربت' افلاس' بھوک اور ننگ نے پسماندہ طبقہ کی اکثریت کو دین سے اس قدر دور کر دیا ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی عقائد تو دور کی بات ہے کلمہ طیبہ ہی سے ناواقف ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی اس معاشی بدحالی اور دین سے قطعی لاتعلقی نے یہود و نصاریٰ کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وہ اس سنہرے موقعے سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انتہائی محتاط اندازے کے مطابق اس وقت بنگلہ دیش میں ۱۰۰۰ سے زائد غیر مسلم این جی اوز (نان گورنمنٹ آرگنائزیشن) رجسٹرڈ ہیں جو مختلف طریقوں اور مختلف ناموں سے بنگلہ دیش کے مختلف علاقوں میں کام کر رہی ہیں۔ غیر مسلم بالخصوص یہود و نصاریٰ کی این جی اوز (تنظیمیں) بنگلہ دیش میں اس قدر فعال اور متحرک ہیں کہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ خود بنگلہ دیش حکومت بھی ان این جی اوز کی بیساکھیوں پر کھڑی ہے۔ وہاں کی معیشت سے لے کر سیاست تک ہر طرف انہی این جی اوز کا کردار نظر آتا ہے' انگلش میڈیم اسکولوں کے نام پر نظام تعلیم پر بھی انہی این جی اوز کا ہولڈ ہے۔ اور انہی اسکولوں کے ذریعے مسلمانوں کے معصوم بچوں کے ناپختہ ذہنوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر بھرا جاتا ہے۔ تعمیر و ترقی کے نام پر مختلف سرکاری عمارتیں اور سڑکیں حتیٰ کہ ایک اطلاع کے مطابق اسمبلی ہال اور ایم این اے ہاسٹل بھی بطور تعاون انہیں این جی اوز نے تعمیر کئے ہیں۔ جنوب اور شمال کو ملانے کے لئے جمنا کے اوپر تقریباً ۱۰ کلومیٹر طویل پل بھی انہی این جی اوز سے تعمیر کروایا جا رہا ہے۔ بڑے بڑے تعمیری منصوبوں کی وجہ سے گورنمنٹ ان کے سامنے مجبور ہے اور ان کی اسلام دشمن پالیسیوں کو وہ قصداً نظر انداز کرتی ہے' یہود و نصاریٰ کی بڑی تنظیموں میں ایک "براک" (Barak) ہے جس کے ۲۴ ہزار سے زائد انگلش میڈیم اسکول ہیں' جب کہ اس کا ہدف اسی (۸۰۰۰۰) ہزار اسکول مکمل کرنا ہے۔ ان اسکولوں میں حیثیت ٹیچرز صرف نوجوان غیر شادی شدہ ایسی لڑکیوں کو لیا جاتا ہے جو ہندو سے عیسائی بنی ہیں۔ تقریباً ہر ٹیچر کو ایک سائیکل دی جاتی ہے' جب کہ ہر ۱۲۵ اسکولوں پر ایک انسپکٹر لڑکی ہے' جسے ۵۰ ہنڈا موٹر سائیکل دیا گیا ہے۔ براک کا "ابرا" ڈھاکہ میں کروڑوں ڈالر مالیت کا ہیڈ آفس زیر تعمیر ہے' جس میں چالیس سے زائد فلیٹ ہیں' اس کے علاوہ تمام چھوٹے بڑے شہروں میں این جی او کے شاندار دفاتر ہیں' جو ذاتی بلڈنگوں میں ہیں۔ یہود و نصاریٰ کا سب سے بڑا ہدف یہاں کی وہ آبادی ہے جسے چھوگرام کہا جاتا ہے' جنرل ارشاد کے دور حکومت میں سیلابوں اور طوفانوں کی زد میں آئے ہوئے اور دوسرے بے گھر اور غریب لوگوں کے لئے غیر مسلم این جی اوز کے ذریعہ کچھ بستیاں

تعمیر کروائی گئی ہیں۔ یہ بستیاں چھوگرام کہلاتی ہیں' یہ اکثر شہر سے انتہائی دور ہوتی ہیں' ایک بستی میں مکانوں کی تعداد ۵۰ سے لے کر پانچ ہزار تک ہوتی ہے۔ ایسی بستیوں کی تعداد ۱۵۰۰ ہے' چونکہ یہ بستیاں یہودیوں اور نصرانیوں نے تعمیر کی ہیں اس لئے ان کے ماسٹر پلان ہی میں مسجد یا مکتب کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی' بعض چھوگراموں میں لوگوں نے اپنی کوشش سے کچھ مساجد تعمیر کی ہیں لیکن عدم استطاعت کی وجہ سے وہ امام نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے یہ مساجد بھی ویران ہیں' ایسے چھوگراموں کی تعداد انتہائی قلیل ہے' ہر بستی میں ایک کمیونٹی سینٹر لازمی تعمیر کیا گیا ہے جہاں یہ این جی اوز اپنا پروگرام پیش کرتی ہیں' ہفتہ پندرہ دن میں ایک مرتبہ مشنری کے لوگ جاتے ہیں۔ خدام القرآن کے چیئرمین مولانا محمد ساجد خان نے انہی چھوگراموں میں کام شروع کیا ہے اور ۵۰۰ کے لگ بھگ گاؤں میں مکاتب قرآنیہ قائم کر دیئے ہیں۔ یہ لوگوں کو اسلام کے منافی تعلیمات دیتے ہیں' وی سی آر وغیرہ پر ان کو اخلاق باختہ فلم دکھاتے ہیں اور لوگوں میں چاول اور دوسری اشیاء وغیرہ تقسیم کرتے ہیں' ان کمیونٹی سینٹروں میں بھی "مدارک" کے اسکول قائم ہیں۔ ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ اٹلی سے آئی ہوئی سفید لڑکیوں نے معصوم بچوں سے کہا کہ سب مل کر اللہ سے مانگو کہ ہمیں ٹافیاں دو' بچوں نے مانگا' جب کچھ نہ ملا تو کہا کہ اچھا محمد (ﷺ) سے مانگو' جب پھر کچھ نہ ملا تو کہا گیا کہ عیسیٰ مسیح سے مانگو اور اسی دوران پیچھے سے ٹافیاں بچوں کے درمیان پھینک دی گئیں اور معصوم ذہنوں میں یہ بات بٹھائی گئی کہ اصل حضرت عیسیٰ مسیح ہی ہیں۔ ان چھوگراموں کے لوگ مسلسل عیسائی اور یہودی تبلیغ سے اسلام سے انتہائی دور ہو چکے ہیں' ان کی معاشی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے شہروں میں بھیج سکیں۔ اور دور دراز اور پسماندہ ہونے کی وجہ سے دینی جماعتیں بھی اس طرف کا رخ نہیں کرتیں اور استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے وہ خود معلم بھی نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ مسلمانوں کے گھروں میں جنم لینے والے یہ مسلمان ہر دن اسلام سے دور اور عیسائیت و یہودیت سے غیر شعوری طور پر قریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور اگر عیسائی مشنری اسی رفتار سے فعال اور متحرک رہی تو محتاط اندازے کے مطابق آئندہ دس سال میں وہ اپنا ہدف پورا کر لیں گی۔ تعلیمی میدان کے علاوہ غیر مسلم این جی اوز نے یہاں ریشم کے کارخانے لگائے ہیں اور گارمنٹس فیکٹریاں ہار رکھی ہیں' سڑکوں کے کنارے

باقی صفحہ ۱۵ پر

جبار کارپٹس

ڈیلرز

☆ زینت کارپٹ ☆ مون لائٹ کارپٹ ☆ نیر کارپٹ

☆ ثمر کارپٹ ☆ وینس کارپٹ ☆ اولمپیا کارپٹ

مساجد کے لئے خاص رعایت

۴۔ این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس
بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

Phone : 6646888-6647655
Fax : 092-21-5671503

ترجمہ : مسعود حسن حسنی

جرمن خاتون کا قبولِ اسلام

ذیل میں ایک جرمن خاتون الکسندرا ر لہ او کے قبول اسلام کی ایمان افروز سرگزشت شائع کی جارہی ہے نو مسلمہ جس کا اسلامی نام کریمہ رکھا گیا کہتی ہیں کہ "قرآن مجید کے مطالعہ کے بعد مجھ پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہوئی جیسے کوئی کہہ رہا ہو کہ نصرانیت صحیح نہیں ہے 'اسلام ہی دین حق ہے' فطرت و عقل سے مطابقت رکھتا ہے۔"............ (مدیر)

مستشرقین ان مغربی عالموں کو کہتے ہیں جو علوم مشرقیہ حاصل کریں' علماً الغرب العلوم الشرق' حقیقتاً مستشرقین کا مقصد علوم شرقیہ کے حصول سے کسب علم نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسلام کے نقائص کو ابھارا جائے اور اسلام کو توڑ مروڑ کر غلط انداز میں پیش کیا جائے تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کی غلط تصویر آئے۔

چنانچہ یورپ میں عربی زبان کی تعلیم اور دوسری مشرقی زبانوں کی تعلیم پر جو توجہ دی گئی وہ کسب علم کے لئے نہیں تھی بلکہ اس سے کلیسا اور اس کی سرپرستی میں یورپی اداروں کی حکمت عملی یہ تھی کہ مسلمانوں کو عقیدتاً عیسائی بنادیا جائے تاکہ یہ مستشرقین عربی زبان سیکھ کر قرآن وحدیث میں نقائص بیان کریں اور اسلامی عقائد میں غلط افکار کو شامل کریں۔

استشراق غزو فکری کی قسم سے ہے' غزو فکری کہتے ہیں فکری جنگ کو کہ جب یورپ غزو فکری سے مایوس ہوگیا کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو شکست نہیں دی جاسکتی ہے کیونکہ ان میں ایمانی جوش و جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اسلام کی خاطر اپنی جانوں کو قربان کرلینے کا عزم کرلیتے ہیں جس کی وجہ سے مغرب کو شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

چنانچہ اپنی فتح سے مایوس ہوکر مغربی مفکرین' شہنشاہوں اور ارباب کلیسا نے یہ تجویز رکھی کہ مسلمانوں کے افکار کو بدل دیا جائے' اور ان کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنادیا جائے اور ان کو اسلامی تہذیب سے دور کردیا جائے تبھی ان کو شکست دی جاسکتی ہے۔

چنانچہ قدیس لوئیس جو کہ فرانس کا بادشاہ تھا اور قائد ''حملۃ الصلیبتی'' تھا۔ پہلا یورپی شخص ہے جس نے بار بار شکست کھانے کے بعد غزو فکری کی طرف منتقل ہونے کی وصیت کی تھی' اس نے یہ وصیت کی کہ ہم تجربہ کرچکے ہیں کہ جب ہم حملہ کرتے ہیں تو مسلمانوں میں جذبہ ایمانی پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ فتحیاب ہوتے ہیں۔ اس نے لکھا کہ ہمیں ان جذبات کے سوتوں کو خشک کرنا پڑے گا' مگر اس وصیت پر عمل نہیں ہوسکا کہا جاتا ہے کہ یہ ۱۲۵۲ء کا واقعہ ہے' لیکن اس کے بعد جب پلوری کو اس وصیت کی طرف متوجہ کیا گیا تو تبشیری مدارس قائم کئے گئے جہاں باقاعدہ اسلامی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی' پھر ان مبشرین کو اسلامی ملکوں میں بھیجا جاتا تھا' جو غزو فکری کا کام انجام دیتے تھے۔

جہاں تک اندلس میں استشراق کی ابتدا کا تعلق ہے تو وہاں [illegible] میں جب کہ صلیبیوں کا مسلمانوں پر حملہ سخت ہو چکا تھا استشراق کی ابتدا ہوئی کہ اس وقت قشتالہ کے بادشاہ (مثیل سکوت) نے مسلمانوں کے علوم اور ان کی تہذیب کے سلسلہ میں بحث و مباحثہ کی دعوت دی اور پھر عیسائیوں کے بعض پادریوں کو جمع کیا۔ اور بعض عربی کتابوں کے انگریزی زبان میں ترجمے کرانے شروع کئے اور دوسری طرف طلیطلہ کے پوپ (ریمون لول) نے ترجمہ کے سلسلہ میں بڑی سرگرمی دکھائی جس کے نتیجے میں یورپ کی یونیورسٹیوں میں متعدد عربی کتابیں پڑھائی جانے لگیں۔

اس کے جو نتائج سامنے آئے وہ

مغربی مفکرین کے لئے ہمت افزا تھے' چنانچہ مغربی مفکرین کہتے ہیں کہ اس کے جو نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے وہ نتائج بر آمد ہوئے ہیں جو ہمارے آباؤ اجداد بڑی بڑے جنگوں سے بھی بر آمد نہیں کر سکے' ہم نے مسلمانوں کے ایمانی جذبہ کو ختم کر دیا' ان کے اندر سے جہاد کی روح نکال دی' ان کو خرافات کا عادی بنادیا۔

اگر آج ہم اس کے نتائج پر نظر ڈالیں تو ہمیں پوری دنیا مغربی تہذیب میں مکمل طور پر غرق نظر آئے گی اور یہی مفکرین کا مقصد بھی تھا کہ مسلمان اپنی اسلامی تہذیب اور اپنی خصوصیات اور اپنے مذہب سے متوحش ہو جائیں اور ان کے ذہن ملحدانہ ہو جائیں۔

ان لوگوں نے جو ابتدائی نصاب تیار کیا وہ اس طرح تیار کیا کہ اس کے پڑھنے سے اسلام اور مسلمانوں سے نفرت پیدا ہو اور اسلام کی غلط تصویر ذہن میں پیدا ہو' مثلاً بچوں کے نصاب میں چوری کرتے ہوئے مسلمان کو دیکھایا اور بھلائی کرتے ہوئے یا چور کو پکڑتے ہوئے عیسائی کو دیکھایا' جیسے زید چور ہے' جوزف نیک ہے۔ جس کی وجہ سے بچہ کے ذہن و دماغ میں بچپن ہی سے مسلمانوں کی غلط تصویر پیدا ہو جاتی ہے' اور وہ مسلمانوں کو قابل نفرت انسان سمجھنے پر مجبور ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے معاشرہ کی اکثریت اپنے بچوں کو انہی مشنری اسکولوں میں تعلیم دلوار ہی ہے' جہاں شرک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جہاں ہر بچہ پر لازم ہے کہ وہ صلیب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اور دوزانو ہو کر بیٹھے اور دعا کرے' کیا یہ شرک نہیں ہے؟ اور گھر میں ان بچوں کی اسلامی تعلیم کا انتظام بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کو اسلامی تاریخ بتائی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط تصورات و خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں' جس کا توڑ نہیں ہو پاتا اور بعد میں یہی خیالات و تصورات اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوتے ہیں اس میں ان بچوں کا قصور کم لیکن ان والدین کا قصور زیادہ ہے جو اسلامی اسکول اور مدارس کے ہوتے ہوئے اپنے بچوں کو لادینیت و الحاد کے عمیق غاروں میں دھکیل رہے ہیں جو ان کے لئے موجب سوال ہے۔

جرمن خاتون الشہد رابراؤ بہت کم عمری میں اسلام لائیں' اس وقت تک ان کی کسی مسلمان سے ملاقات تک نہیں ہوئی۔ ان کی عمر ۱۲ سال تھی اور وہ سیکنڈری تعلیم کے مرحلے میں تھیں ان کے اسلام لانے کا قصہ عجیب و غریب ہے وہ اپنے اسلام قبول کرنے کی کہانی اس طرح سناتی ہیں:

میں ۱۹۵۰ء میں مغربی جرمنی کے اس علاقہ میں پیدا ہوئی جو دوسری عالمی جنگ کے اختتام کے بعد مشرقی یورپ سے نکالے گئے ان پناہ گزینوں کے لئے مخصوص تھا' جن کا تعلق اقلیت سے تھا۔ میں بچپن ہی سے اپنے کو غیر محفوظ سمجھتی تھی' میرا خاندان کہنے کو تو کیتھولک کلیسا کا تابع تھا' لیکن حقیقت میں میرے خاندان والے بے دین تھے۔ اسی وجہ سے مذہب کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا اور تنہا رہنے اور بہت زیادہ غور و فکر کرنے نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا کہ اس کائنات کا کوئی خالق ضرور ہے اور وہ ہمارا محاسبہ کرنے والا ہے چنانچہ ہمارے لئے ایسی زندگی گزارنا لازم ہے جو اخلاقی قدروں کا تابع ہو' اسی احساس نے میرے اندر دین صحیح کی تلاش کی فکر پیدا کی' میں کلیسا جاتی لیکن مجھے سکون نہیں ملتا تھا' میں اسکول جاتی اور انجیل پڑھی اور بہت زیادہ کتابیں بھی پڑھتی تھی چنانچہ یہی مطالعہ میرا زاد راہ تھا' مختلف تہذیبوں اور ادیان کے سلسلے میں میرا مطالعہ جاری رہتا اس مطالعہ سے مجھے مشرقی تہذیبوں' خاص طور سے اسلامی تہذیب سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ میں نے اسلامی عقائد کو پڑھا اور کافی حد تک ان سے متاثر بھی ہوئی اور آخر اپنے خاندان والوں سے میں نے مطالبہ کیا کہ مجھے قرآن کا ترجمہ اور سیرت رسول اکرم ﷺ فراہم کی جائیں۔

قرآن کا ترجمہ:

۱۹۶۳ء کی کرسمس کی شام کو مجھے قرآن شریف کا ترجمہ اور سیرت رسول اکرم ﷺ کا ایک نسخہ دستیاب ہوا' جن کا بڑے شغف کے ساتھ میں نے مطالعہ کیا دو گھنٹے تک مسلسل قرآن کے معانی اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرتی رہی اور تقریباً نصف شب کے وقت مجھ پر عجیب و غریب احساس طاری ہوا اور مجھے محسوس ہوا جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ نصرانیت صحیح نہیں ہے اور مجھ کو اسلام قبول کر لینا چاہئے' صرف اسلام ہی دین حق ہے اور وہی فطرت و عقل سے مطابقت رکھتا ہے' لیکن میرے خاندان والوں نے ان افکار کی تصدیق نہیں کی اور انہوں نے اس کو عشق و محبت میں مبتلا ہونے کا گمان ہو گیا میں اسلام کا مطالعہ کرتی رہی لیکن افسوس کہ مجھ کو اکثر وہ کتابیں حاصل ہوئیں جو مستشرقین کی لکھی ہوئی تھیں' جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں میرے اندر غلط معلومات کا اضافہ کیا' مثلاً میں نے پڑھا کہ اسلامی حکومت میں پردہ منسوخ کر دیا گیا ہے جیسا کہ کمال اتاترک نے ترکی میں کیا۔

لندن کا اسلامی مرکز :

ان سالوں کے دوران جس میں میرے دل نے تو اسلام قبول کر لیا تھا' لیکن مجھ کو نیک اور عامل مسلمانوں سے ملنے کا موقع نہیں مل سکا تھا کہ میں ان کے ذریعہ اسلام کی حقیقت سے آشنا ہو سکوں اور فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان سے معلومات حاصل کروں میں اس وقت تک نماز پڑھنا نہیں جانتی تھی' لیکن ۱۹۶۸ء میں کچھ طالبات کے ساتھ انگریزی کی تصحیح کے لئے جب لندن کا سفر ہوا تو اس سفر کے دوران مجھے اسلام سے واقفیت کا موقع مل گیا اور اللہ تعالیٰ نے لندن میں ایک اسلامی مرکز کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی' وہاں جا کر میں نے اسلام قبول کر لیا۔ انہوں نے عبادات اور مسائل اور اسلامی احکام سیکھنے کے لئے بعض کتابیں مجھ کو دیں' اور ان سب میں سب سے اچھی بات یہ ہوئی کہ جامعہ ازہر کے شیخ' شیخ حسن الباقوری سے میری ملاقات ہوئی۔ وہ علاج کی غرض سے لندن آئے ہوئے تھے' انہوں نے مجھے مصر دیکھنے کی دعوت دی اور جامعہ ازہر سے عربی زبان سیکھنے اور قرآن کی تعلیم کے لئے موقع فراہم کیا۔ اور میں پہلی مرتبہ ۱۹۶۹ء میں قاہرہ پہنچی اور جامعہ ازہر گئی اور "مدینۃ النصر" میں کلیۃ البنات میں میرا داخلہ ہو گیا۔ جس نے عربی زبان میں تعلیم حاصل کرنے اور قرآن و اسلامی کتابیں پڑھنے کی صلاحیت پیدا کر دی۔

مستشرقین اسلام کو ناپسند کرتے ہیں :

گیارہ مہینے کے بعد میں اپنے ملک واپس ہوئی اور علوم مشرقیہ کے ادارہ میں داخلہ لیا جہاں میرے اساتذہ اکثر جرمن مستشرق تھے جو اسلام سے بغض و کینہ رکھتے تھے' لیکن اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ اسی لئے میرے لئے اس وقت تک جب تک کہ میں اپنی تعلیم مکمل کر کے (ایم اے) کی ڈگری حاصل نہ کر لوں اپنے اسلام کو چھپانا ضروری تھا' میں مشرق وسطیٰ اور انڈونیشیا سے آئے ہوئے ان مسلمان طلبہ سے جو جمعہ کے دن نماز کی ادائیگی کے لئے جمع ہوتے تھے ملی اور انہوں نے ہی بعض مصری طالب علموں سے میرا تعارف کرایا اور ان ہی میں ایک مصری جوان تھا جو ڈاکٹریٹ کر رہا تھا' میں اس سے متعارف ہوئی اور اس کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئی جس سے مسلمانوں کے بارے میں جو بدگمانی تھی وہ دور ہوئی' آخر کار مصری سفارتخانہ میں ہم نے شادی کر لی اور میں نے اپنا نام الکسندرا سے تبدیل کر کے کریمہ رکھا اور جرمنی میں میرے شوہر کے ڈاکٹریٹ کر لینے کے بعد میں اس کے ساتھ ہی مصر میں زندگی گزارنے کو ترجیح دی۔ اس لئے کہ وہ ایک اسلامی ملک ہے جہاں اپنے عقیدہ کے اظہار کے لئے مجھے کسی مشکل کا سامنا نہیں ہوگا۔

۱۹۸۹ء میں اللہ کے فضل سے اپنے شوہر کے ساتھ میں نے عمرہ کی ادائیگی کی اور مدینہ منورہ کی زیارت کی ۱۹۹۰ء میں حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس وقت مصر کی یونیورسٹی میں میرے شوہر پروفیسر ہیں آخر میں میں قادر مطلق اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ میرے اوپر اس کا بڑا فضل ہے اور مجھ کو ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ دعا کرتی ہوں کہ اس دین صحیح پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

☆☆......☆..........☆☆

مولانا محمد عثمان صاحب معروفی

ہجری شمسی تقویم

رومی تقویم:

رومی تقویم جو آج دنیا میں مستعمل ہے اس کا ماخذ شہر روم کی مقامی تاریخ ہے ابتداً میں اس کے کل مہینے دس اور سال کے ایام ۳۰۴ ہوا کرتے تھے۔ سال کا پہلا مہینہ مارچ تھا نوما نے جنوری' فروری کا اضافہ کیا اور رومی مہینے قمری تھے اور سال کا معمولی طول ۳۵۵ تھا۔ مارچ' مئی' جولائی' اکتوبر ۳۱ دن کے' اپریل' جون' اگست' ستمبر' نومبر' دسمبر' جنوری ۲۹ دن کے اور فروری ۲۸ یوم کا ہوتا تھا لیکن رومی تقویم کی چاند سے کامل مطابقت نہ ہونے سے اس تقویم کو ۴۰۰ ق م سے پہلے ہی قمری نظام سے منحرف ہونا پڑا۔

عیسوی جولیائی تقویم:

۴۳ ق م میں جولیس قیصر پیشوائے اعظم ہوا شہر روم کی بنیاد کے ۷۰۸ برس پر یکم جنوری ۴۶ قبل مسیح قیصر روم جولیس سے موسوم شمسی تقویم کے سال کا آغاز ہوا اس کا مجوزہ اسکندریہ کا باشندہ سوسی جینس فلکی تھا اس تقویم میں متواتر تین سال ۳۶۵ دن کے اور چوتھا سال ۳۶۶ دن کا مقرر ہوا تاکہ سال کے ہر چھوٹے بڑے دن اپنی جگہ پر واقع ہوں جولیس کی اصلاح سے پہلے مصری تقویم رائج تھی' جولیائی تقویم میں سال کی لمبائی تقریباً ۱۱ منٹ ۱۴ سیکنڈ بڑھ جاتی تھی' جس سے گیارہ ہزار سال میں ماہ جنوری موسم سرما سے ہٹ جاتا کیونکہ ہر چار سو برس پر تین دن کا فرق پڑ جاتا ہے جس کی اصلاح گریگوری میں کی گئی۔

عیسوی گریگوری تقویم:

عیسائیوں کے تیرھویں پوپ گریگوری نے سولہویں صدی عیسوی میں دس دن گھٹا کر فرمان جاری کر دیا کہ ۴ اکتوبر ۱۵۸۲ء کے بعد والے دن کو ۱۵ اکتوبر ۱۵۸۲ شمار کیا جائے اور یوم کبیسہ جو ہر چوتھے سال جولیائی تقویم میں بڑھ جاتا ہے' آئندہ ان صدیوں میں نظر انداز کر دیا جائے جو چار پر تقسیم نہ ہو سکیں۔ انگلستان میں ۲ ستمبر ۱۷۵۲ء' ۴ ذوالقعدہ ۱۱۶۵ھ تک جولیائی تقویم رائج تھی' اس کے بعد والے دن پر گیارہ دن بڑھا کر جائے ۳ ستمبر کے ۱۴ ستمبر ۱۷۵۲ء مطابق ۱۶ ذوالقعدہ ۱۱۶۵ھ اختیار کی گئی۔

کبیسہ:

سال کے اکائی و دہائی کے اعداد اگر چار پر تقسیم ہو جائیں اور کچھ نہ بچے تو سال کبیسہ ہے ورنہ معمولی۔ لیکن صدیاں اس وقت کبیسہ ہوتی ہیں جب ان کے صفروں کو نظر انداز کر کے چار پر پوری پوری تقسیم ہو جائیں۔

کیا عیسوی مہینوں کے نام قابل قبول ہیں:

(۱)..... جنوری: عیسوی تقویم کا پہلا مہینہ رومی دیوتا "جینس" (Janus) کی طرف منسوب ہے' ان کے خیال میں اس دیوتا کے دو منہ تھے ایک منہ سے سال گزشتہ کو الوداع کہتا اور دوسرے منہ سے سال آئندہ کا خیر مقدم کرتا تھا۔ اس جینس کو لاطینی زبان میں جنواریس (Januarius) اور انگریزی میں جنوری (januariay) کہتے ہیں۔

(۲) فروری: یہ لاطینی لفظ ہے اس کی اصل "فے اورا" یا "فے اورائس" بتائی جاتی ہے' اس ماہ کی پندرہ تاریخ کو رومی جشن طعام مناتے' دوسروں کو مدعو کرتے "فے اوآری آ" نامی دیوی پر بکری کی بھینٹ چڑھاتے' اس کی کھال سے ایک کوڑا بناتے جسے "فے اورا" کہتے اس کوڑے سے بانجھ عورت کو مارتے تو وہ صاحب اولاد ہو جاتی۔

(۳)..... مارچ: رومی جنگ کے دیوتا کو "مارس" یا "مارٹی اس" (Martius) کہتے' موسم سرما ختم ہونے پر اس مہینہ (مارس) میں جنگ کے لئے فوج کوچ کرتی تھی اس جنگی دیوتا کی نسبت سے اسے مارچ کہتے' پہلے اس کو مارج (Marge) بھی کہتے تھے۔

(۴)..... اپریل: لاطینی لفظ "اپ ریلیس" (Aprilis) سے بنایا گیا جس کے معنی شگفتگی کے ہیں' چونکہ یہ زمانہ بہار کا ہوتا ہے جب کلیاں کھل کر پھول بنتی ہیں۔ اس لئے اسے دیوتا کی نسبت سے اپریل کہا گیا جو (اپی رالیر) کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

(۵)..... مئی: رومی دیوتا مشتری کی ماں (مائی آ) کا نام "مائی آ" (Maia) تھا خوشحالی کے معنی میں خوشحال کی اس دیوی کو حاملہ خنزیر کی بھینٹ دی جاتی تھی' جس سے رومی مذہب میں یہ مہینہ محترم سمجھا جاتا تھا اس نسبت سے اسے مائی (مئی) کہتے ہیں۔

(۶)..... جون: روم کے ایک مشہور خاندان "جونی اس" اور جنت کی دیوی جونو (Juno) کے نام پر یہ مہینہ خاص کر نوجوانوں کا مہینہ سمجھا جاتا تھا "جونی اس" لاطینی لفظ "جووے نس" (Juveinis) سے بنا ہے جس کا معنی ہے نوجوان۔ یہ جونو (Juno) دیوی ان عورتوں کی محافظ مانی جاتی تھی جن سے جنگجو سے

لوٹنے والے فوجی شادی کرتے تھے۔

(۷)...... جولائی: روم کے مشہور بادشاہ "جولی اس سی زر" (Juliuscaesar) جولائی میں پیدا ہوا' اس کے نام پر مہینہ کا نام جولائی رکھا گیا' پہلے اس کا نام "جولی اس" قاعدہ میں جولائی ہوا

(۸)...... اگست: روم کے بادشاہ "آگس ٹس" (Augustus) کی طرف منسوب کرکے اس مہینہ کا نام اگست رکھا گیا اس بادشاہ نے ذہنی منڈاکر مردانی صورت کو زنانی صورت بنانے کی یادگار جاری کی۔

(۹)...... ستمبر' اکتوبر' نومبر' دسمبر: یہ چار نام سال کی گنتی بتانے کے لئے ہیں۔ ان ناموں میں کوئی قباحت نہیں' البتہ اوپر کے آٹھ نام مشرکانہ یادگار ہیں جو مسلمانوں کے لئے کسی طرح قابل قبول نہیں بلکہ اہل ایمان اور موحد کی غیرت و حمیت دینی کے لئے ایک چیلنج ہے' کفار مغضوب علیہم اور ضالین کے طور طریقے سے اجتناب کی اسلام نے سخت تاکید کی ہے۔ اسلام ایک کامل و مکمل مذہب ہے وہ تمام ملتوں کا ناسخ بن کر آیا وہ اجازت نہیں دیتا کہ ناقص اور منسوخ ملتوں کے پیروؤں کی مشابہت اختیار کی جائے' غیروں کی مشابہت اختیار کرنا غیرت کے خلاف ہے تشبیہ کی ایک تعریف یہ ہے کہ اپنی شان امتیازی کو چھوڑ کر دوسری قوم کی شان امتیازی کو اختیار کرنا تشبیہ ہے' اسلام میں تشبیہ بالغیر کی ممانعت کسی تعصب پر مبنی نہیں بلکہ غیرت و حمیت اور تحفظ خود اختیاری پر مبنی ہے' کوئی قوم اس وقت تک قوم نہیں کہلا سکتی جب تک اس کی خصوصیات اور امتیازات مستقل اور پائیدار نہ ہوں' کسی قوم کا ملی و قومی سنہ اس کے ظہور و غلبہ کی تاریخی یادگار ہوتا ہے۔ یادگاریں مٹتی رہتی ہیں لیکن یہ یادگار ایسی پائیدار ہے جو نہیں مٹ سکتی' جو قوم اپنا علیحدہ سنہ اور اپنی علیحدہ تقویم نہیں رکھتی وہ اپنی زندگی کی ایک بنیادی اینٹ سے محروم ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرکے دوسروں کی تقویم سے صرف نظر کیا اور ہجرت کے سترہ سال بعد ۲۰ جمادی الاخری ۷اھ ۹ جولائی ۶۳۸ء کو اسلامی ہجری تقویم کی بنیاد ڈالی۔ حضرت عثمانؓ کی رائے پر سال کا پہلا مہینہ محرم مقرر ہوا' حضرت علیؓ کی رائے پر تقویم کی ابتدا ہجرت کے وقت سے رکھی گئی کہ اسی وقت سے فتوحات اسلام کا دروازہ کھلا اس طرح ہجری سن کا آغاز یکم محرم ۱۶ / جولائی ۶۲۲ء ۲۸ / اساڑھ ۵۴۴ شک سے ہوا اسی اسلامی تقویم سے روزہ' حج' زکوۃ' فطرہ' عیدین' ایام عدت وغیرہ بہت سے اسلامی احکام وابستہ ہیں' اس لئے اسی تقویم کو مسلمانوں کے لئے اختیار کرنا ہے اور اس کا باقی رکھنا ضروری ہے۔

عیسوی کیلنڈر' طلوع و غروب آفتاب' وقت زوال' افطار و سحر اور اوقات نماز کے لئے مسلمانوں کی ایک مجبوری بن گیا ہے۔ یہ کیلنڈر اگرچہ شمسی قواعد لئے ہوئے ہے لیکن اس کے مہینے جنوری' فروری دیوی' دیوتاؤں اور ڈکٹیٹروں کے نام پر رکھے گئے ہیں جو سخت ذہنی اذیت کا باعث ہیں اور ایک غیرت مند مسلمان کے لئے اس کی دینی حمیت و غیرت کو چیلنج کرتے ہیں' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فتح مکہ کے موقع پر تین سو ساٹھ دیوی دیوتاؤں کو خانہ کعبہ سے نکال دیا تھا پھر ہمارے لئے کیونکر مناسب ہوگا کہ کسی مشرکانہ یادگار کی تقویم اپنائیں اور اس کو اپنے مدارس و مساجد میں آویزاں کریں۔

۱۹۹۰ء میں اسلام آباد پاکستان میں ایک رویت ہلال کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے ایک ہجری شمسی تقویم مرتب کرنے کی تجویز بھی آئی تھی اس طرح کا ایک کیلنڈر حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بھی مرتب کیا تھا اور اس میں یہ اصول رکھا تھا کہ جو واقعات تاریخ میں جس ترتیب سے پیش آئے' اسی ترتیب کو مہینوں کے ناموں میں بھی ملحوظ رکھا جائے اس کا نقشہ یہ ہے:

نمبر شمار	واقعہ	ایام
(۱)......	حراء	۳۰ دن
(۲)......	معراج	۳۰ دن
(۳)......	ثور	۳۰ دن
(۴)......	قبا	۳۰ دن
(۵)......	بدر	۳۰ دن
(۶)......	احد	۳۰ دن
(۷)......	احزاب	۳۱ دن
(۸)......	رضوان	۳۱ دن
(۹)......	خیبر	۳۱ دن
(۱۰)......	فتح	۳۱ دن
(۱۱)......	حنین	۳۱ دن
(۱۲)......	تبوک	۳۰ دن

اس کیلنڈر میں شروع کے چھ ماہ مسلسل ۳۰ دن کے رکھے گئے ہیں اور پہلا مہینہ حرا کے نام پر رکھا گیا کیونکہ یہیں سے نبوت کی ابتدا ہوئی چھ ماہ کے بعد پانچ مہینے مسلسل ۳۱ دن کے ہیں بارہواں مہینہ غزوہ تبوک کے نام پر تبوک رکھا گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے یہ مہینہ تین سال تک ۳۰ دن کا ہوگا اور چوتھے سال میں ۳۱ دن کا ہو جائے گا جو لیپ سال ہوگا۔ لیپ سال وہ ہوتا ہے جو چار اور چار سو پر پورا پورا تقسیم ہو جائے جس طرح عیسوی تقویم میں ماہ فروری ہے۔ یا یہ اس جیسا کوئی ہجری شمسی یا اسلامی شمسی کیلنڈر شائع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مشرکانہ یادگار والے عیسوی شمسی کیلنڈر کی جگہ مساجد میں آویزاں کیا جا سکے اور مجموعی طور پر اسی کو مسلمان استعمال کر سکیں' یہ کام آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ اگر حکومتی سطح پر پاکستان اور ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند اس کو انجام دیں تو امید ہے کہ بہت حد تک اس کی اشاعت ہو جائے گی۔

منظور احمد شاہ آسی

دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں

آج جس طرح امریکی اور یہودی ایجنسیاں دینی مدارس کو منظم طریقے سے بدنام کر رہی ہیں کبھی دہشت گردی کے اڈے کہا جاتا ہے' کبھی بنیاد پرستی کے مرکز' کبھی رجعت پسند جیسے القابات سے نوازا جاتا ہے' عالمی میڈیا کا وطیرہ دینی مدارس کے بارے میں ایک جیسا ہے۔ دراصل یہ امریکہ کا وہ سبق ہے جو بار بار دہرایا جاتا ہے اور ہمارے مسلم حکمرانوں کو بار بار پڑھایا جاتا ہے۔ امریکہ کے سامنے اس وقت سب سے بڑا مسئلہ دینی ادارے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہے "چچا سام" جانتا ہے کہ سوویت یونین کا زوال بھی انہی بوریہ نشینوں کے ہاتھوں ہوا اور نتیجے میں افغانستان میں خالص اسلامی حکومت معرض وجود میں آئی۔ اب اس کے اثرات ساری دنیا پر مرتب ہو رہے ہیں' چچا سام کی شدید خواہش اور منصوبہ بندی ہے کہ ان اداروں کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا دیا جائے۔ چنانچہ اسلامی ممالک کے دو غلے حکمران بھی ایک دوسرے سے بڑھ کر جی حضوری میں مصروف ہیں' انہیں صرف امریکہ کی رضامندی درکار ہے۔ پاکستان میں بھی دینی مدارس کے راستے میں ہر آنے والے حکمران نے روکاوٹ پیدا کی۔ بے سروپا الزامات عائد کئے اور بدنام کرنے کی کوشش کی اسی سلسلہ میں ایک تاریخی واقعہ درج کیا جا رہا ہے کہ دشمن بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوا کہ دینی مدارس میں کیا پڑھایا جاتا ہے اور کیسے پڑھایا جاتا ہے اور طلباً کا چال چلن کیسا ہے؟

دارالعلوم دیوبند کے قیام کے بعد صوبہ متحدہ کے گورنر سر جان اسٹریچی نے ایک اپنے خاص دوست جان پامر کو بھیجا کہ دارالعلوم دیوبند جا کر ایک خفیہ رپورٹ مرتب کرو کہ وہ کیا پڑھاتے ہیں اور طریق کار کیا ہے۔ چنانچہ جان پامر دیوبند گیا' جو رپورٹ مرتب کی اور جو تاثرات اخذ کئے وہ اس نے اپنے ایک دوست کو خط لکھتے ہوئے بسط و تفصیل سے لکھے' جان پامر نے اس خط کی نقل دارالعلوم کو بھی بھیجی تھی۔ جو دارالعلوم کے ریکارڈ میں محفوظ ہے یہ شخص چونکہ ایک ایسی سوسائٹی کا پروردہ ہے جو ایشیا کی ہر چیز کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کا عادی ہے' اس لئے جان پامر کے اعتراف حقیقت سے جہاں اس کے بیان کی صداقت اور انصاف پسندی کا ثبوت ملتا ہے وہاں دارالعلوم دیوبند کے تعلیمی خدوخال بھی زبان غیر سے متعین ہو جاتے ہیں۔

جان پامر نے دارالعلوم کی تعلیمی زندگی کا انگریزی یونیورسٹیوں سے موازنہ کرتے ہوئے اپنے مشاہدات و تاثرات کا جس غایت دلچسپ اور عالمانہ طریقے سے اظہار کیا ہے وہ دارالعلوم کے تعلیمی موقف کو سمجھنے میں بڑی مدد دیتا ہے کہ واقعہ دارالعلوم کی ابتدائی زندگی کا ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دارالعلوم کا تعلیمی موقف شروع سے کیا رہا ہے۔ جان پامر لکھتا ہے کہ:

"صوبہ متحدہ کے گورنر سر جان اسٹیرچی کے حکم سے میں ۱۸۷۵ء ۱۲۹۱ھ اتوار کے دن اس مدرسہ میں پہنچا یہاں پہنچ کر میں نے ایک بڑا کمرہ دیکھا جس میں چٹائی کے فرش پر چھوٹے چھوٹے لڑکے کئی درجن کتابیں سامنے رکھے ہوئے تھے اور بڑا لڑکا ان کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا' میں نے لڑکوں سے دریافت کیا کہ تمہارا استاد کون ہے؟ ایک نے اشارے سے بتایا' معلوم ہوا کہ جو شخص درمیان میں بیٹھا تھا وہی استاد ہے' مجھے تعجب ہوا کہ یہ کیا استاد ہوگا میں نے پوچھا کہ آپ کے لڑکے کیا پڑھتے ہیں؟ جواب دیا یہاں فارسی پڑھائی جاتی ہے' یہاں سے آگے بڑھا تو صاحب میانہ قد نہایت خوبصورت بیٹھے ہوئے تھے سامنے بڑی عمر کے طلباً کی ایک قطار تھی قریب پہنچ کر سنا تو علم مثلث کی بحث ہو رہی تھی' میرا خیال تھا کہ مجھے اجنبی سمجھ کر یہ لوگ چونکیں گے مگر کسی نے مطلقاً توجہ نہ کی' میں قریب جا کر بیٹھ گیا اور استاد کی تقریر سننے لگا' میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ علم مثلث کے ایسے ایسے عجیب اور مشکل قاعدے بیان ہو رہے تھے۔ جو میں نے کبھی ڈاکٹر اسپرنگر سے بھی نہیں سنے تھے' یہاں سے اٹھ کر میں دوسرے دالان میں گیا تو دیکھا کہ ایک مولوی صاحب کے سامنے طالب علم معمولی کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے تھے۔ یہاں اقلیدس کے چھٹے مقالہ کی دوسری شکل کے اختلافات بیان ہو رہے تھے اور مولوی صاحب اس برجستگی سے تقریر کر رہے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اقلیدس کی روح ان میں آگئی ہے۔ میں منہ تکتا رہ گیا' اسی دوران میں مولوی صاحب نے جبر و مقابلہ ناؤ ہنٹر سے مساوات درجہ اول کا ایک مشکل سوال طلباً سے پوچھا کہ مجھے بھی اپنی حساب دانی پر پسینہ آگیا اور میں حیران رہ گیا بعض طلباً نے جواب صحیح نکالا۔ یہاں سے اٹھ کر میں تیسرے دالان میں پہنچا ایک مولوی صاحب حدیث کی کوئی موٹی سی کتاب پڑھا رہے تھے اور ہنس ہنس کر تقریر کر رہے تھے یہاں سے میں ایک زینے پر چڑھ کر دوسری منزل

میں پہنچا اس کے تین طرف مختلف مکان تھے بیچ میں ایک چھوٹی سی صحنچی تھی جس میں دو اندھے بیٹھے ہوئے ہوار ہے تھے۔ میں یہ سننے کے لئے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں دبے پاؤں ان کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ علم ہیئت کی کسی کتاب کا سبق یاد کر رہے ہیں' اتنے میں ایک اندھے نے دوسرے اندھے سے کہا کہ بھائی اکل کے سبق میں شکل عروسی اچھی طرح میری سمجھ میں نہیں آئی اگر تم سمجھے ہو تو بتلاؤ؟ دوسرے اندھے نے دعویٰ بیان کیا اور اس کی ہتھیلی پر لکیریں کھینچ کر ثبوت شروع کیا۔ پھر جو آپس میں ان کی بحث ہوئی تو میں دنگ رہ گیا اور مسٹر بریگر پرنسپل کی تقریر کا سماں میری آنکھوں میں پھر گیا۔ وہاں سے اٹھ کر ایک بیچ درہ میں گیا چھوٹے چھوٹے لڑکے صرف و نحو کی کتابیں ادب سے استاد کے سامنے کھولے پڑھ رہے تھے۔ تیسرے درجے میں علم منقول کا درس ہو رہا تھا۔

میں دوسرے زینے سے اتر کر نیچے آیا میرا خیال تھا کہ مدرسہ بس اسی قدر ہے اتفاقاً ایک شخص سے ملاقات ہوئی میں نے اس سے اپنے خیال کی تصدیق چاہی اس نے کہا نہیں قرآن شریف دوسری جگہ ہے میں نے پوچھا کہاں؟ وہ مسجد میں لے گیا' مسجد کے دالان میں بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے ایک نابینا حافظ کے سامنے قرآن شریف پڑھ رہے تھے' حافظ نے چھوٹے سے بچے کو پکڑ کر نہایت بے رحمی سے جھنجھوڑ لیا۔ جب چلایا میں نے اپنے رہنما سے کہا کہ ننھے ننھے بچوں سے ایسی سخت محنت لینا ہوا ظلم ہے۔ اس نے ہنس کر جواب دیا یہ ظلم نہیں ہے' شفقت ہے' بچوں کو شروع ہی سے محنت شاق کا عادی بنا دینا عین حکمت ہے اور ان کی آئندہ زندگی میں پیش آنے والی مشکلات پر قابو پانے کے لئے بہت ضروری ہے' آج کل مسلمانوں میں یہی تو ایک بات ہمت محنت کی رہ گئی ہے۔ اور اسی لئے کچھ ٹوٹا پھوٹا دین ان کے پاس باقی ہے۔

میں نے پوچھا سال گزشتہ اخباروں میں دیکھا تھا کہ چار طالب علموں کے دستار فضیلت باندھی گئی' ان میں سے یہاں کوئی موجود ہے وہ بولا کہ ہاں ایک صاحب ہیں چلئے میں ملا دیتا ہوں' وہ مجھے ایک مکان میں لے گیا' جہاں ایک نوجوان شخص بیٹھا تھا ایک موٹی سی کتاب سامنے رکھی تھی اور دس بارہ طالب علم بیٹھے پڑھ رہے تھے۔ ایک طرف دو بندوقیں پڑی ہوئی تھیں' میں نے سلام کیا اس نے کمال اخلاق سے جواب دیا' میں نے پوچھا کہ سال گزشتہ آپ ہی کے دستار فضیلت بندھی ہے؟ وہ بولے کہ اساتذہ کی عنایت ہے' میں نے کہا کہ یہ کیا کتاب ہے؟ فرمایا کہ یہ عربی میں ایک فنی کتاب ہے ایک مطبع کے مہتمم صاحب نے ترجمے کے لئے بھیجی ہے اس کی اجرت ایک ہزار روپے ٹھہری ہے مجھے ترجمہ کرتے ہوئے تین مہینے ہوئے ہیں اور تین چوتھائی کے قریب ہو چکی ہے۔ بقیہ انشاء اللہ ایک مہینے میں ہو جائے گی' میں نے پوچھا کہ یہ بندوقیں کیسی ہیں؟ کہنے لگے کہ مجھے شکار کا شوق ہے' سات بجے سے دس بجے تک پڑھاتا ہوں گیارہ سے ایک تک شکار کھیلتا ہوں اور دو سے چار تک ترجمہ کرتا ہوں۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ نوکری کیوں نہیں کرتے بولے کہ خدا اتفاقی گھر بیٹھے اٹھائے ڈھائی سو روپے مہینہ دیتا ہے پھر کس لئے نوکری کروں؟ یہاں سے اٹھ کر کتب خانہ میں آیا۔ منتظم کتاب خانہ نے میرا خیر مقدم کرتے ہوئے کتابوں کی فہرست دکھلائی' میں حیران رہ گیا کہ کوئی فن ایسا نہ تھا جس کی کتاب موجود نہ ہو۔ پھر ایک دوسرا رجسٹر دکھلایا جو طلبا کی حاضری کا تھا اور نہایت صاف اور خوش خط لکھا ہوا تھا منجملہ دو سو دس طلبا کے دو سو آٹھ حاضر تھے' میں اٹھنے ہی والا تھا کہ ایک صاحب سبزہ رنگ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے میں نے پوچھا کہ آپ کی تعریف؟ بولے میں مہتمم ہوں اور تین بڑے بڑے رجسٹر میرے سامنے رکھ دیئے اور بتلایا کہ یہ سال بھر کے آمد و صرف کا حساب ہے۔ ملاحظہ کیجئے میں نے دیکھا تو تاریخ وار نہایت صحت کے ساتھ حساب لکھا ہوا تھا گوشوارے سے معلوم ہوا کہ گزشتہ سال کے آخر میں خرچ کے بعد کچھ روپے بچ گئے تھے۔ طبیعت چاہتی تھی کہ کتابوں کی کچھ سیر کروں مگر وقت تنگ ہو گیا تھا اور شام ہونے کو تھی مجبوراً واپس ہوا۔ میری تحقیقات کے نتائج یہ ہیں کہ یہاں کے لوگ تعلیم یافتہ' نیک چلن اور نہایت سلیم الطبع ہیں کوئی ضروری فن ایسا نہیں جو یہاں پڑھایا نہ جاتا ہو جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپے کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پروفیسر ہزار ہا روپے لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپے میں کر رہا ہے۔ مسلمانوں کے لئے اس سے بہتر کوئی تعلیم گاہ نہیں ہو سکتی اور میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی غیر مسلمان بھی یہاں تعلیم پائے تو نفع سے خالی نہیں۔ انگلستان میں اندھوں کا اسکول سنا تھا مگر یہاں آنکھوں سے دیکھا کہ دو اندھے تحریر اقلیدس کی شکلیں کف دست پر اس طرح ثبت کرتے ہیں کہ بایدو شاید! مجھے افسوس ہے کہ آج سر ولیم میور صاحب سابق گورنر صوبہ متحدہ موجود نہیں ہے ورنہ وہ بکمال ذوق و شوق اس مدرسہ کو دیکھتے اور طلبا کو انعام دیتے۔ (بحوالہ ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ص ۹۳،۱۹۷۶ء)

☆☆..........☆☆

مولانا محمد عیسیٰ منصوری' لندن

روحانیت.........مغرب کا سب سے بڑا بحران

آج کے دور میں مغرب کا سب سے بڑا بحران یہی ہے کہ اس نے روح اور اس کے تقاضوں سے صرف نظر کر کے محض جسمانی تقاضوں (لذت و شہوت) پر اپنی تہذیب و معاشرہ کو استوار کرنا چاہا ہے' مغرب کا اندرونی فساد جسے ہم روح و باطن کا فساد کہتے ہیں یہی وہ بنیادی سبب ہے جو مغربی معاشرہ کو تباہی اور مکمل ہلاکت کی طرف دھکیل رہا ہے۔

آیئے جناب حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصوری کا فکر انگیز تجزیہ ملاحظہ کریں............(مدیر)

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک جسم دوسرے روح۔ انسان کے خالق نے اس کی جسمانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اس کائنات میں جمادات' نباتات' حیوانات کی قبیل سے بے شمار چیزیں پیدا کیں اور انسان کے اندر بھوک' پیاس' شہوت' سردی گرمی کا احساس رکھا جو اسے جسمانی ضرورتوں کے لئے کائنات کی مادی اشیا سے استفادہ کے لئے متحرک کرتی ہے۔ اس طرح انسان کے خالق نے روح کی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے انسان کے اندر اس کے وجدان اور تحت الشعور میں جسمانی بھوک و پیاس کی طرح ایک روحانی بھوک و پیاس اور احساس رکھا اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے وحی اور انبیا کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کائنات میں جب سے انسان کا وجود ہوا ہے ہر دور میں اور ہر قطعہ ارض میں بسنے والا انسان کسی نہ کسی طور پر اپنے جسم کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اندرونی احساس و پیاس کے سبب روح کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اس کی طرف متوجہ رہا ہے۔ اندرون کی بے قراری' تشنگی دنیا میں مذہب کے وجود کا حقیقی سبب بنی ہے' آج کے ماڈرن اور خدا فراموشی و مذہب سے بیزاری کے دور میں بھی جو لوگ خدا و مذہب کے منکر ہیں انہوں نے خواہ کسی الہ (گاڈ) اوتار' مسیح' پیغامبر کو نہ مانا ہو اور کسی آسمانی کتاب' ہدایت نامہ کو تسلیم نہ کیا ہو مگر اس کی جگہ کسی لیڈر کی حاکمیت مطلقہ اور کسی نظریہ و آئین کے تقدس اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے وہ اپنے آپ کو نہیں روک سکے۔ جس طرح ماضی قریب میں کارل مارکس' لینن' اسٹالن کو پیغمبروں کی طرح واجب الاطاعت اور باعظمت تسلیم کر کے ان کے احکامات کے آگے بے چوں و چرا سر جھکایا اور کمیونزم کے نظریہ و فلسفہ اور ملکی آئین کو کسی مذہب کی مقدس کتاب کی طرح مانا گیا اور ان دونوں پر ایمان نہ لانے والوں پر اس طرح عرصہ حیات تنگ کیا گیا' جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب کے جبری نفاذ میں تلاش کرنی مشکل ہے۔ حتیٰ کہ کمیونزم کے نظریہ اور اس کے بانی کی عظمت تسلیم کرانے کی کشمکش میں کروڑوں انسانوں کو قتل کر کے کمیونزم کی نظریاتی جنگ لڑی گئی۔ اس لئے کہ کسی برتر ہستی کو تسلیم کرنا' اس کی عظمت و کبریائی کے گن گانا' اس کے آگے اپنے سر نیاز کو عقیدت سے خم کرنا اور اس کی تقدیس' عظمت و دل میں بسانا انسان کی ضرورت اور اس کے اندرون کی ایسی پیاس' تقاضہ ہے جس سے کسی صورت مفر نہیں۔

اگر انسان اپنے حقیقی خالق کی عظمت و برتری کو تسلیم نہیں کرتا تو اسے مظاہر قدرت' اپنے لیڈر' کسی نظریہ یا کم از کم سائنسی و علمی طور پر کائنات میں ایک غیر مرئی قوت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔ اس کے بغیر ایک قدم نہیں چل سکتا' یہ وہ حقیقت ہے جس سے انسان کے علم النفس اور انسانی تاریخ کا مطالعہ رکھنے والا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ انسان کی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جب کبھی انسان نے اپنے اندرون کی ضرورت یعنی روح اور اس کے تقاضوں کو صرف نظر کر کے محض مادیت' جسمانی تقاضوں پر اپنے تمدن اور معاشرہ کو استوار کرنا چاہا' وہ تمدن و معاشرہ بہت جلد تباہی و بربادی کا شکار ہو کر ختم ہو گیا۔ یا پھر اسے روح کے تقاضوں کی طرف لوٹنا پڑا۔ جس طرح جسمانی امراض سے تحفظ اور بچاؤ کا اصل سبب انسان کے جسم میں ایک خاص قوت (قوت مدافعت) ہے۔ ڈاکٹر اور دوا کا کام محض اس وقت مدافعت کو تقویت پہنچانا ہے' جب کسی انسان کے جسم میں یہ قوت مدافعت باقی نہ رہے تو دنیا کے تمام ڈاکٹر اور دوائیں جواب دے جاتے ہیں۔ اس کی زندگی سے ناامیدی کا اظہار کر دیا جاتا ہے اسی طرح انسانی معاشرہ کو فساد و ہلاکت سے بچانے کا حقیقی سبب انسان کے اندرون کی

قوت مدافعت یعنی روح کی تہذیب اور قوت ضبط ہے' اس کے بغیر دنیا کا کوئی قانون اور اس کے نافذ کرنے والے ادارے انسانی معاشرہ کو تباہ ہونے سے نہیں روک سکتے' قانون اور اس کے نافذ کرنے والے ادارے محض اس وقت تک ہی معاشرہ کو برائیوں اور فساد سے بچا سکیں گے جب تک انسان کو ایسے مواقع دستیاب نہ ہوں کہ وہ غلط کاری کر کے بھی قانون کی گرفت سے بچ سکے۔ اگر آج لندن' پیرس یا نیویارک میں چند گھنٹوں کے لئے بجلی فیل ہو جائے اور یہاں کے مہذب انسانوں کو یقین ہو جائے کہ وہ قانون کی گرفت سے بچ سکتے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ مغرب کا یہی مہذب انسان ایک خونخوار درندہ اور بدنما بھیڑیا بن جائے گا۔ اربوں کھربوں ڈالر کے ڈاکے' چوری' لوٹ مار' بے شمار انسانوں کا قتل اور لاکھوں خواتین کی عزت چند گھنٹوں میں لٹ جائے گی۔ غرض آج مغرب کے انسان کا مہذب و شائستہ رویہ اور قانون کی پاسداری کا سبب یہ نہیں ہے کہ وہ واقعتا مہذب ہو گیا ہے بلکہ یہ محض گناہ و غلط کاری کے مواقع نہ ملنے کا سبب ہے بلکہ قانون کی گرفت میں آجانے کے اندیشہ کی وجہ سے ہے۔

آج کے دور میں مغرب کا سب سے بڑا بحران یہی ہے کہ اس نے روح اور اس کے تقاضوں سے صرف نظر کر کے محض جسمانی تقاضوں (لذت و شہوت) پر اپنی تہذیب و معاشرہ کو استوار کرنا چاہا ہے۔ مغرب کا اندرونی فساد جسے ہم نے روح و باطن کا فساد کہا ہے یہی وہ بنیادی سبب ہے جو مغربی معاشرہ کو تباہی اور مکمل ہلاکت کی طرف دھکیل رہا ہے۔ اس کے اندر کی دنیا اجڑ چکی ہے' سکون و طمانیت قلب عنقا ہو چکا ہے' سائنس و ٹیکنالوجی کے لئے بے پناہ ترقی کے باوجود اس کی پریشانیاں بڑھتی جارہی ہیں' ہزارہا جتن اور کوششوں کے باوجود دن بدن جرائم اور برائیوں میں تشویشناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔ مغرب کے ہر ملک کے سرکاری اعداد و شمار سے اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے' یہاں کے دانشور' مفکرین اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں' یہاں کی اہل نظر مغربی سولائزیشن کو تباہی کے گڑھے کی طرف بڑھتا دیکھ کر چیخ اٹھے ہیں مگر انہیں اس کا کوئی حل نظر نہیں آرہا۔ ہمارے نزدیک مغربی سوسائٹی کی تباہی کا واحد حل و مداوا صرف روحانیت اور سچی روحانیت ہے' اس کے بغیر نہ انسان کی اندرونی تشنگی و بے چینی ختم ہو سکتی ہے اور نہ ہی معاشرے کو تباہ ہونے سے روکا جا سکتا ہے' مغرب کے ایک طبقہ کو روحانیت کے کھو جانے اور معاشرہ کے روحانیت سے خالی رہ جانے کا اتنا شدید احساس ہے اور اس کی روحانی پیاس کا یہ عالم ہے کہ وہ روحانیت کی کسی دعوت کے سامنے آنے پر بے اختیار اس طرف دوڑ پڑتا ہے' وہ اتنی عجلت میں ہے کہ اس بات کی تحقیق کرنے کی بھی ضرورت نہیں محسوس کر پاتا کہ آیا وہ روحانیت جس پر وہ لبیک کہہ رہا ہے سچی و اصلی روحانیت ہے یا محض روحانیت کا بہروپ و جعلی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہزارہا یورپین نوجوان روحانیت کی تلاش میں بھارت جا کر سادھوؤں کے آشرموں میں بھٹک رہے ہیں' جہاں ان بے چاروں کو روحانیت کے نام پر یوگا کی مشقیں اور ویدانت کے لایعنی فلسفے اور سفلی جذبات کو وقتی طور پر تسکین دینے والے جنس و شہوت کے مظاہرے ہی ملتے ہیں' چنانچہ ان میں ۹۹ فیصد مایوس ہو کر اس جعلی روحانیت کے گورکھ دھندے سے بے زار ہو کر واپس لوٹ آتے ہیں' دوسری طرف یہاں مغرب میں انسان کی اس فطری ضرورت و روحانیت کے خلا کو پُر کرنے کے لئے روحانیت کے نام پر بہت بازیگر جلوہ گر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ہم آئے دن اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ کبھی روحانیت کے عنوان سے روحوں سے باتیں کرنے کا ڈرامہ رچایا جاتا ہے اور ابراہام لنکن' برنارڈ شاہ' مسٹر گاندھی' چرچل' کینیڈی کی روحوں سے بات چیت کرنے کا تماشا کیا جاتا ہے' کہیں اس قسم کے اور مضحکہ خیز تماشے رچائے جاتے ہیں۔ غرض بیسویں صدی میں مغرب نے روحانیت کے لفظ کو جدید معنی پہنا دیئے' روحوں سے باتیں کرنا' مستقبل کا حال بیان کرنا اور ایسی قبیل کی دوسری چند چیزیں۔ یہ حرکتیں تو ہر دور میں اور ہر قوم میں جاری رہیں' لیکن اسے کبھی اتنی وقعت نہیں دی گئی۔

مگر انیسویں صدی میں یورپ میں روحانیت و مذہب کا جو خلا واقع ہوا ہے اسے جعلی روحانیت سے پُر کرنے کی کوشش کی گئی اور یورپ کے لوگوں کی بڑی تعداد اس گورکھ دھندے کو اصلی روحانیت اور مذہب کا ماحاصل سمجھنے لگے۔ بیسویں صدی میں یہ رجحانات اس قدر پھیلے کہ ان کی وسعت و طاقت کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ پھر بعض سائنس دانوں نے ماورائے ادراک (Extra Sensory Perleption) پر تجربے کر کے ان حرکتوں کو سائنسی حیثیت سے بھی وقعت دے دی' اس طرح مغرب کی روحانیت و مذہب سے فرار کی کوششیں بدترین قسم کی ضعیف الاعتقادی پر منتج ہوئیں۔

گزشتہ سال ویٹکن سٹی میں ایک پادری سے ملاقات کے دوران جب ان سے سوال کیا گیا کہ یورپ میں مذہب کو زندگی کے اجتماعی شعبوں سے بے دخل کرنے کے معاشرہ پر کیا

اثرات پڑے؟ تو انہوں نے کہا کہ مذہب کو زندگی کے اجتماعی معاملات سے بے دخل کرنے کے ہماری سوسائٹی پر انتہائی بھیانک اثرات مرتب ہوئے' ہمارا معاشرتی نظام تباہ ہو گیا' ہماری تہذیبی قدریں ختم ہو گئیں' ہمارا خاندانی استحکام ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گیا' ہماری نئی نسل جنس (Sex) اور نفسیات کا شکار ہو گئی' زندگی کا کوئی ارفع مقصد نہیں رہا' ہم بے روح لاشے کی طرح اپنی سوسائٹی کا حصہ بن کر رہ گئے۔ جب ہم نے ان سے اگلا سوال کیا کہ آپ کے نزدیک اس کا حل کیا ہے؟ تو بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا کہ ہمارے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے' اس لئے کہ اس کا حل سچی روحانیت ہے جو ہم عرصہ سے کھو چکے ہیں' اس کے حل کے لئے ہم آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں' آپ لوگوں کی آنکھوں میں روحانیت کی جھلک نظر آتی ہے' اس وقت مغرب کو تباہی سے صرف سچی روحانیت ہی بچا سکتی ہے۔

جس طرح رات کے گھپ اندھیرے میں ٹمٹماتا ہوا دیا بھی روشنی دیتا ہے۔ چھوٹے سے جگنو کی روشنی بھی محسوس کی جاتی ہے اس طرح مغرب کا حساس اور سلیم الطبع طبقہ روحانی خلا کو شدت سے محسوس کرتا ہے اور اسے روحانیت کی کچھ جھلک مسلمانوں میں نظر آتی ہے' وہ اپنے معاشرے کو تباہی سے بچانے کے لئے فکر مند ہے' تعاون و دستگیری کے لئے اس کی نظریں مسلمانوں کی طرف اٹھ رہی ہیں' اب مغرب کے دانشوروں اور مذہبی لوگوں کا معتدبہ طبقہ جو اہل مغرب کی مذہب سے دوری اور نئی نسل کی بے راہ روی پر ملول اور رنجیدہ ہے' وہ ان آفات سے نجات کے لئے امید بھری نظروں سے اسلام اور مسلمانوں کی طرف دیکھ رہا ہے' چنانچہ یونیورسٹی آف مشیگان کے ڈاکٹر سیلون ان امور کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں' لوئس کنٹری (Luois Cantori) اور انتونی سیلون (AntonyT.Sulivan) کا خیال تھا کہ مغرب کے روایت پسند اور تہذیبی طور پر قدامت پسندوں کے خیالات بہت حد تک اس فکر کے موافق ہیں جسے ہم تصور احیا اسلام کہتے ہیں' ان کا اصرار تھا کہ یہ قدامت پسندی یورپ و امریکہ کے قدامت پسندوں (اہل مذہب) کو یہ راہ دکھاتی ہے کہ وہ ان نقصانات کی تلافی کے لئے اسلام کے ساتھ مل کر جدوجہد کریں جو سابقہ جدیدیت کی وجہ سے انسانیت کو اٹھانا پڑے' کنٹری نے ان امراض کا بطور خاص ذکر کیا جن میں جدید دور نے مشرق و مغرب کو مبتلا کر دیا۔ انہوں نے اس ضمن میں عقیدے' خاندان اور معاشرے کے انتشار کو بطور مثال پیش کیا ہے' کنٹری اور سیلون نے آزاد ترقی تصور کے اس ایجنڈے کی پرزور مذمت کی جو عالم اسلام پر زبردستی مسلط کیا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ مغربی قدامت پسندوں اور اسلام کو مشترکہ مقاصد اور مشترکہ فرہنگ پر متفق ہونا چاہئے۔ ایک بار بی بی سی لندن کے ڈائریکٹر جناب جان بیرٹ کے نو مسلم صاحبزادے یحییٰ نے بڑے پتے کی بات کی۔ انہوں نے کہا' آپ مغرب سے کبھی سسٹم و نظام (سیاست) کے حوالے سے گفتگو نہ کریں' اس لئے کہ مغرب کا سسٹم و نظام بہر طور مسلم ممالک سے کہیں بہتر ہے' ہاں جب دنیا میں کہیں صحیح اسلامی خلافت قائم ہو جائے اس وقت سسٹم کے حوالے سے بات کیجئے گا۔ آپ کو یہ دیکھنا ہو گا کہ وہ خلا کونسا ہے جس کے ذریعے سے آپ اہل مغرب کے دلوں تک پہنچ سکتے ہیں اور انہیں متاثر کر سکتے ہیں' ایک مفکر نے بالکل صحیح کہا ہے "قبولیت اسلام کا تعلق دل سے ہے دماغ سے نہیں۔" دنیا میں آج تک جتنے لوگ مسلمان ہوئے اگر ان کے اسلام لانے کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان کا مسلمان ہونا اس بنا پر ہوا کہ دل کو اسلام کی کسی چیز نے کھینچ لیا' ان کے دل کو اسلام کی کوئی ادا بھا گئی۔ اسلام کا کوئی پہلو دل میں کھب گیا جس نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا ایسا بہت کم ہوا ہے کہ کوئی شخص دماغ کی راہ سے اسلام تک پہنچا ہو' یعنی عقلی دلائل سے مغلوب ہو کر یا بحث میں لاجواب ہو کر مسلمان ہوا ہو۔

یہ ایک بین حقیقت ہے کہ دور صحابہ کرامؓ کے بعد دنیا میں زیادہ تر اشاعت اسلام ان پاک نفس لوگوں ہی کے ہاتھوں ہوئی جنہوں نے اپنی روحانی طاقت سے بندگان خدا کے درد کا درمان کیا' اور ان کے زخمی دلوں پر غمخواری و شفقت کا مرہم رکھا جنہیں عرف عام میں صوفیائے کرام یا اولیائے کرام کہا جاتا ہے۔ یہ حضرات ہمیشہ جاہ و اقتدار کے چکروں سے بے نیاز' دنیا کی لذت سے دست کش' زہد و قناعت' توکل و ایثار کی دولت سے مالا مال رہے۔ انہوں نے کبھی وقت کے ذی اقتدار اشخاص اور سلاطین اور قرب حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی' ان کے آستانوں پر لوگ اپنے غموں اور تکالیف کا مداوا ڈھونڈنے آتے اور سکون قلب کی دولت پاتے' یہ آنے والوں کی دلجوئی کرتے' ان کا اپنے خلاق سے رشتہ استوار کر کے انہیں روحانی کیفیات و لذت سے روشناس کراتے اور ابدی زندگی کی فلاح کی طرف متوجہ فرماتے' خود یورپ میں بڑے بڑے فلاسفر و مفکرین' چوٹی کے صاحب کمال اور دانشور انہی روحانی بزرگوں کی تصانیف سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ معروف محقق و اسکالر ڈاکٹر حمید اللہ (مقیم پیرس) جنہوں نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ یورپ میں گزارا' آپ مغرب کے مزاج و نفسیات سے گہری واقفیت

رکھتے ہیں' آپ نے ایک نہایت بلیغ بات فرمائی ہے لکھتے ہیں: "یہ کیسی عجیب بات ہے کہ آکیلی نامی فن لینڈ کا ایک شخص سویڈن میں قیام کرتا ہے اور بظاہر کسی مسلمان سے ملے بغیر اپنے ذاتی مطالعے کی بنیاد پر اسلام قبول کرتا ہے۔" فرانسیسی نژاد رینے گینوں نے اسلام انہی کے ہاتھوں پر قبول کیا گینوں کے معتقد فرانس سوئٹزرلینڈ میں خانقاہیں چلا رہے ہیں' انہوں نے اسلامی تصوف کے ذریعے سینکڑوں لوگوں کو مسلمان کرلیا ہے۔ یہی بات ہے کہ جدید مغرب کے حواسوں پر کوئی فخر الدین رازی نہیں چھاسکتا اس کے لئے کوئی محی الدین عربی چاہئے' یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں' اگر جاہل ہلاکو نے اسلامی دنیا کو ختم کردیا' علوم و فنون کے مرکز بغداد کو تباہ کردیا لیکن مٹھی بھر روحانی درویشوں نے اس کے پوتے غزل جان کو مسحور کرکے مسلمان کرلیا اور اسلامی دنیا کو فتح و برباد کرنے والوں کو اسلام کا غلام و علمبردار بنالیا۔

فرانس کے معروف فلسفی و مفکر رینے گینوں (شیخ عبدالواحد یحییٰ) نے جس سطح کے لوگوں کو مسلمان کیا اور مغرب کی فکری تاریخ پر اس کے جو اثرات پڑے اس پر دنیا کے قریباً ڈیڑھ سو سے زائد ممتاز علماء و اسکالرز نے تفصیلی کتابیں تصنیف کی ہیں' موجودہ کیتھولک چرچ کے خلاف دنیا کی سب سے بڑی تحقیقی کتاب بھی گینوں کے خیالات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرنے والے ایک شخص (رام سوامی) ہی نے لکھی ہے۔ محققین کے نزدیک گزشتہ چھ سو سال میں گینوں سے بڑا فلسفی و مفکر پیدا نہیں ہوا' اس کا تحقیقی کام تقریباً ۳۵ جلدوں میں موجود ہے' کاش کہ مغرب میں دعوت اسلام کا جذبہ رکھنے والے اس سے فائدہ اٹھاسکیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے جس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے مغرب کے حواس (ذہن و فکر) پر کوئی فخر الدین رازی نہیں چھاسکتا۔ اس کے لئے کوئی محی الدین عربی چاہئے' اس کا مطلب ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں امام فخر الدین رازی عقل و دماغ کے نمائندے اور ابن عربی عشق و دل یعنی روحانیت و تصوف کے نمائندے ہیں۔

نیز دوسرا اہم پہلو یہ بھی ہے کہ مغرب کے ذہن و فکر پر یونانی فلسفہ نے گہرا اثر ڈالا۔ اب بھی مغرب کے ذہن و فکر پر یونانی فلسفہ کے اثرات موجود ہیں۔ شیخ ابن عربی وہ شخص ہیں جنہوں نے روحانیت و تصوف کو فلسفیانہ انداز میں پیش کیا' اس لئے مغرب کی ذہنیت کے اعتبار سے ابن عربی کے

> **مسلمان جس راہ سے مغرب کے دلوں تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں وہ روحانیت و ربانیت کا پرحکمت طرزِ عمل ہے**

طرز پر پیش کی جانے والی اسلام کی تعبیر و دعوت کی قبولیت کی جلد توقع کی جاسکتی ہے۔ صورت واقعہ بھی اس کی شہادت دیتی ہے۔ مغرب کی یونیورسٹیوں میں ابن عربی پہ جتنا کام ہوا ہے اور اب بھی ہورہا ہے شاید ہی کسی اور اسلامی شخصیت پر ہوا ہو۔ دعوت کی حکمت میں ایک داعی کے لئے مدعو کے مزاج و نفسیات کی رعایت اتنی ضرور ہوتی ہے کہ خود حق تعالیٰ نے نبیوں کو جو معجزے عطا فرمائے ہیں ان میں زمانے کے لوگوں کے مزاج و نفسیات کی رعایت فرمائی ہے۔ جس دور میں سحر و جادو کا زور تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کی مناسبت سے معجزے عطا کئے اور جب میڈیکل و طب کا غلبہ ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے اعتبار سے معجزے دیئے اور جب فصاحت و بلاغت کا دور آیا تو سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کا معجزہ عطا فرمایا جو فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہے' ڈاکٹر صاحب کے تجزیے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسلمان جس راہ سے مغرب کے دلوں تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں وہ روحانیت و ربانیت کا پرحکمت طرزِ عمل ہے' یہ فطری بات ہے معاشرہ میں مادیت و نفس پرستی کا جس قدر غلبہ ہوگا اسی قدر روحانیت و ربانیت موثر ہوگی۔ بدقسمتی سے اس وقت اسلام کی دعوت کا سلیقہ رکھنے والے اصحاب پر سیاست کا پہلو غالب آگیا ہے اور وہ اسلام کو صرف ایک سسٹم و نظام کے حوالے سے پیش کررہے ہیں' ان کے نزدیک اسلام کی تعبیر کا عنوان صرف ایک کامل نظام ریاست ہے۔ اس فکر نے جو خود موجودہ سیاسی حالات کے ردعمل کا نتیجہ ہے مغرب کے ذہنوں کو اسلام سے الرجک اور انہیں اسلام سے وحشت زدہ کردیا ہے۔ مغرب میں اسلام کے پیش کرنے میں اس طرز عمل و تعبیر کو ملحوظ رکھنا وقت اور مغربی نفسیات کے اعتبار سے انتہائی ضروری ہے۔ یہ طرز و تعبیر ماضی میں بھی مختلف ملکوں اور قوموں میں نسخہ بے خطا ثابت ہوا ہے اور اب بھی اس کی کامیابی کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان جن کے پاس خدا تعالیٰ کا آخری پیغام پوری طرح محفوظ ہے اور رسول خدا ﷺ کی سیرت و حیات اور تعلیمات کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے آگے بڑھ کر مغرب کا ہاتھ تھامیں اور انہیں تباہی سے بچانے کے لئے آگے بڑھیں' کیونکہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو رہتی دنیا تک انسانوں کے جسم و روح اور دنیا و آخرت کی تمام ضرورتوں کی تکمیل کرسکتا ہے۔

اخبار ختم نبوت

مولانا خدا بخش اور مولانا غلام مصطفیٰ کا تبلیغی دورہ

چناب نگر (نمائندہ خصوصی) جامع مسجد فاروق اعظم احمد نگر میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا خدا بخش نے کہا کہ فتنہ قادیانیت امت محمدیہ کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہا ہے لیکن ناکامی قادیانیوں کا مقدر بن چکی ہے اور ہم انشاء اللہ آخری دم تک قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ مولانا غلام مصطفیٰ نے اپنے مخصوص بیان میں کہا کہ ربوہ کا نام تبدیل ہو گیا ہے۔ سرکاری دفاتر سے بھی ربوہ کا نام مٹایا جا رہا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دیرینہ خواہش رنگ لائی ہے۔ اب چناب نگر کا نام انشاء اللہ نہیں مٹے گا اور قادیانیت کے تعفن سے دنیا پاک ہو جائے گی۔ جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد کثیر تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

دوسرے روز چک نمبر ۴۶ سرگودھا میں بعد از نماز عشاء جامع مسجد میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا خدا بخش صاحب نے "حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام قرآن و حدیث کی روشنی میں" تفصیلاً بیان کیا اور قادیانیوں کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کرکے لوگوں کو ان سے ہر قسم کے تعاون سے رکنے کی ترغیب دی۔

علاوہ ازیں چنیوٹ کی جامع مسجد میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تبلیغی پس منظر، تحفظ ناموس رسالت اور قادیانیت کے تعاقب میں عظیم جدوجہد محنت اور کوششوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

مولانا امام الدین قریشی اور مولانا غلام مصطفیٰ کا چناب نگر کا تبلیغی دورہ

مسلم کالونی چناب نگر (نمائندہ خصوصی) مولانا امام الدین قریشی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مولانا غلام مصطفیٰ کی معیت میں تحصیل سلانوالی، ساہیوال ضلع سرگودھا کی مختلف مساجد میں درس دیا۔ مسجد عمر میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فتنہ قادیانیت کی زہرناکی سے لوگوں کو آگاہ کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد اور کوششوں اور سرگرمیوں سے لوگوں کو تعاون پر ابھارا اور مسلمانوں سے وعدہ لیا کہ آئندہ قادیانیوں کے ساتھ ہر قسم کے تعلق سے دستبردار ہوں۔ علاوہ ازیں مولانا غلام مصطفیٰ نے فاروق آباد، کوٹ والا، سوبھاگہ، منگا، چک نمبر ۱۵۲ شمالی، جوئیہ اور دوسرے کئی ایک مقامات پر مختلف مساجد میں درس دیئے، لٹریچر تقسیم کیا اور علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں۔ مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے مولانا موصوف نے فرمایا کہ قادیانی جہاں بھی چلے جائیں ہم ان کا بھرپور تعاقب جاری رکھیں گے، مسلمانوں کو کفریہ تبلیغ سے بچنا چاہئے۔ مولانا نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ مرتد کی شرعی سزا نافذ کرے اور قادیانیوں کو اعلیٰ عہدوں سے فی الفور برطرف کیا جائے۔

دھونکل وزیر آباد کے ایک نیک بخت عیسائی خاندان کا قبول اسلام

وزیر آباد (مولانا خلیل احمد تونسوی) دھونکل وزیر آباد کے ایک نیک بخت عیسائی خاندان نے عیسائیت سے تائب ہو کر دین اسلام قبول کر لیا۔ تفصیلات کے مطابق بابا مسیح نے اپنی بیوی زبیدہ اور تین بچوں سمیت مدرسہ دارالعلوم دھونکل کے مولانا محمد موسیٰ صاحب کے ہاتھ پر قبولیت اسلام کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں نومسلموں کے سابقہ نام تبدیل کئے گئے جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: سابقہ نام بابا مسیح سے اسلامی نام "محمد عبداللہ" زبیدہ سے "تسنیم بی بی" ولیم مسیح سے "محمد بلال" دلاور مسیح سے "محمد عرفان" الیہ سے اسلامی نام "اقراء" رکھا گیا۔ خوشی کے اس پرمسرت موقع پر نماز مغرب کے بعد ماسٹر محمد تصدق حسین صاحب نے حقانیت اسلام کے بارے میں بیان کیا جبکہ چوہدری نذر اعظم نمبردار، چوہدری محفوظ احمد چوندہ، چوہدری رفاقت علی، چوہدری امان اللہ، چوہدری محمد عرفان کے علاوہ دیگر مقامی معززین کثیر تعداد میں موجود تھے۔ بعد ازاں نومسلموں کے لئے اسلام پر استقامت کی دعا کی گئی۔

(بقیہ اداریہ)

مدظلہ، مولانا اللہ وسایا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہر ایک کارکن اس عظیم حادثہ پر تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے درجات عالیہ بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد احمدؒ کی رحلت

درس قرآن کے مؤلف محترم جناب محمد احمد صاحبؒ گزشتہ دنوں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا تعلق حضرت تھانویؒ سے تھا۔ حضرتؒ کے بعد حضرت مفتی محمد شفیعؒ، حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ اور دیگر اکابر سے تعلق رہا۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم سے آپ کا خاص تعلق تھا۔ گزشتہ کئی سال سے آپ درس قرآن اہتمام سے فرماتے تھے جس کو مرتب کر کے آپ نے تالیف کیا جو عام مسلمانوں کے لئے بہت نافع ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے درجات عالیہ کو بلند فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد نعیم کے والد کی رحلت

جامعہ بنوری ٹاؤن کے فاضل مولانا محمد نعیم صاحب کے والد ڈاکٹر نوجون گزشتہ دنوں مردان میں اپنے مدرسہ میں رحلت فرما گئے۔ مرحوم بہت دین دار اور اکابر علماء کرام سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اپنی پوری زندگی دینی کاموں میں صرف فرمائی۔ آخری عمر میں مدرسہ کی تعمیر میں مصروف رہتے تھے۔ مدرسہ کی تکمیل پر فرمایا کہ میرا کام ختم ہو گیا اور رحلت فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

قاری ابراہیم بھی دار آخرت کی طرف تشریف لے گئے

مردان کی بزرگ شخصیت، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے شاگرد خاص، اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گلؒ اور حضرت مولانا نافع گل کے خادم خاص، حضرت مولانا قاضی نورالرحمن کے ہمدم ساتھی، مولانا محمد کفایت اللہ صاحب، مولانا عبداللہ صاحب اور مولانا عطاء اللہ صاحب کے والد محترم حضرت مولانا قاری محمد ابراہیمؒ ماہ ذی الحجہ کے مبارک ایام میں اس دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ابتدائی تعلیم مردان میں حاصل کی۔ بعد ازاں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور سند فضیلت حاصل کی۔ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ سے خصوصی تعلق تھا۔ حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ سے بھی نیازمندانہ تعلق تھا۔ کئی دفعہ حاضری دی۔ بیعت کا تعلق حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سے تھا۔ اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل اور حضرت مولانا نافع گل سے بھی خصوصی تعلق تھا۔ ساری زندگی دین کی اشاعت میں صرف کر دی۔ بلا تنخواہ تعلیم و تعلم میں مشغول تھے۔ ضروریات کی تکمیل کے لئے چھوٹی سی تجارت کرتے تھے۔ اپنے تمام صاحبزادوں کو حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا اور تینوں بہترین عالم ہیں۔ مولانا کفایت اللہ صاحب اور مولانا عطاء اللہ صاحب مردان میں اقرأ روضۃ الاطفال کے نام سے اشاعت تعلیم قرآن میں مصروف رہ کر قاری صاحب کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ حضرت قاری صاحب کی رحلت اہل مردان کے لئے ہی نہیں پاکستان کے علماء کرام اور اہل دین کے لئے بہت صدمہ کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب، مرشدی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم، حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری اور دیگر جاں نثاران ختم نبوت دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کے درجات عالیہ کو بلند فرمائے۔ احباب سے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

چودھویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۸ اگست ۱۹۹۹ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ایبلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی

مولانا حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوّت
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق درجوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت
35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 9 ایچ زیڈ یو کے
فون: 0171-737-8199